عورتوں کے مخصوص مسائل

تالیف

صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

اردو ترجمہ

ابوخالد / جاوید احمد عبدالحق سعیدی

نظر ثانی

محمد سلیم ساجد مدنی　　منصور احمد مدنی

Urdu

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد الكتروني E.mail : Sultanah22@hotmail.com
THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH
Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box:92675 Riyadh:11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com

عورتوں کے مخصوص مسائل

تالیف

صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

اردو ترجمہ

ابو خالد / جاوید احمد عبدالحق سعیدی

نظر ثانی

محمد سلیم ساجد مدنی   منصور احمد مدنی

طباعت واشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ - ریاض

زیر نگرانی: وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد

فون ۴۲۴۰۰۷۷ پوسٹ بکس نمبر ۹۲۶۷۵ ریاض ۱۱۶۶۳ - سویدی روڈ

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٢ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الفوزان ، صالح بن فوزان
فتاوى خاصة بالمرأة المسلمة / صالح بن فوزان الفوزان ؛
جاويد أحمد سعيدي - الرياض ، ١٤٣٢ هـ
١٠٠ ص ؛ ١٢ × ١٧ سم
ردمك : ٨-٢١-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨
(النص باللغة الأوردية)
١- المرأة في الإسلام - أسئلة وأجوبة
٢- الفتاوى الشرعية - أسئلة وأجوبة
٣- الفقه الحنبلي - أسئلة وأجوبة
أ- سعيدي ، جاويد أحمد (مترجم)   ب- العنوان
ديوي ٢٥٨,٤   ١٤٣٢/٧٥٥١

رقم الايـداع: ١٤٣٢/٧٥٥١
ردمك: ٨-٢١-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

عورتوں کے مخصوص مسائل

سوال ا: کوئی ایسی جامع نصیحت فرمایئے جو مسلمان عورت کے اوپر عائد ہونے والے ان حقوق کی پاسداری کی نمائندگی کر سکے جن (حقوق) کی ادائیگی میں وہ غفلت سے کام لے رہی ہے اور بازاروں کے پیچھے دوڑنا (بازاروں کا چکر لگانا) اس کا ایک عام مشغلہ بن چکا ہے؟

جواب ا: میں مسلمان عورت کی خدمت میں یہ نصیحت پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنے تعلق سے، اپنے شوہر اور اپنی اولاد کے تعلق سے اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، پس اپنے اہل خانہ کے امور کو انجام دے، اپنی اولاد کی تربیت کرے، اپنے شوہر کے حقوق کو نبھائے، دینی مسائل کو سیکھے، فرائض الٰہی کی پاسداری کرے، حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ صدقات وخیرات کرے، ضرورت پڑنے پر ہی اپنے گھر سے مکمل طور پر باپردہ ہو کر نکلے اور گھر سے باہر نکلتے وقت خوشبو اور زیب وزینت اختیار نہ کرے، تنہا کسی غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ گاڑی پر سوار نہ ہو، مردوں کے ہجوم میں ازدحام اور بھیڑ بھاڑ نہ کرے، محرم کے بغیر تنہا کسی ڈاکٹر کے پاس نہ جائے، بغیر محرم کے سفر نہ کرے، خواتین ڈاکٹروں سے علاج کرائے، مرد ڈاکٹروں سے

علاج کرانے میں دو شرطوں کا خیال رکھے؛ ایک یہ کہ اسے کوئی عورت (خاتون) ڈاکٹر مل ہی نہ پائے اور دوسرے یہ کہ علاج کے لئے وہ مجبور ہو، مردوں کی مشابہت اختیار نہ کرے، اپنے بال، لباس اور ماڈل کے اندر کافر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے گریز کرے، اگر شادی شدہ نہیں ہے تو جلدی سے شادی کرنے کی کوشش کرے، بغیر شوہر کے زندگی نہ گزارے، نیک خاوند پانے کی صورت میں بہت ساری چیزوں کی لالچ نہ کرے، اسی بنا پر ایک مسلمان عورت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان مفاد پرست اشتہارات کی جانب توجہ نہ دے جن کا مقصد عورت کی عفت وشرافت کو چھیننا ہے اور جن اعلانات کا مطالبہ ہوتا ہے کہ شرعی آداب کا خیال نہ رکھتے ہوئے اور اپنے اس سرپرست کی حکم عدولی کرتے ہوئے گھر سے باہر قدم رکھے جو اس کی بھلائی کا خواہاں ہے، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرنا اور ان کو اذیت نہ پہنچانا اس عورت کی ذمہ داری ہے، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور درود وسلام نازل ہوں ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ کرام پر.

سوال۲: لڑکی کا ختنہ مندوب ہے یا پھر مباح ہے؟

جواب۲: لڑکی کا ختنہ مستحب ہے، بشرطیکہ شرعی طریقے پر کیا جائے اور اسے خفاض کہا جاتا ہے اور اس سے عورت کی شہوت کے اندر کمی کرنا مقصود ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ((أشمی ولا تنهکی، فانه أنضر لوجه، واحظیٰ عند الزوج)) لڑکی کے ختنہ میں معمولی سا کاٹو اور زیادہ کاٹنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ چہرے کی تروتازگی کا باعث ہے اور شوہر کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے. (اس حدیث کو امام طبرانی اور دیگر ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے، امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی جیسی حدیث روایت کی ہے (۳۷۰/۴) اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے (۵۲۵/۳).

اور یہ (ختنہ) اس کی کم عمری میں ہونا چاہئے اور یہ ختنہ وہی کرے جو اچھی طرح ختنہ کرنا جانتا ہو اور اسے شرعی حکم کی جانکاری بھی ہو.

سوال۳: کیا حائضہ عورت منہ زبانی قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے اور اگر یہ درست نہیں ہے تو کیا وہ عورت گنہ گار مانی جائے گی جس نے بحالت حیض اپنے لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دی ہے خاص طور پر جب یہ لڑکے مدارس

میں زیر تعلیم تھے؟

جواب ۳: حائضہ عورت نہ تو مصحف دیکھ کر کے ہی قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے اور نہ ہی منہ زبانی، کیونکہ یہ (حیض) حدث اکبر ہے اور جسے حدث اکبر لاحق ہو جائے مثلاً حیض یا جنابت وہ عورت قرآن کی تلاوت نہیں کرسکتی؛ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ جنبی شخص کو قرآن کی تلاوت کرنے سے روکتے تھے. (دیکھئے مسند احمد ۱/۸۴، سنن ابوداؤد ۱/۵۷، ۵۸، نسائی ۱/۱۴۴، سنن ابن ماجہ ۱/۱۹۵ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) اور حیض جنابت کی مانند حدث اکبر ہے جو تلاوت قرآن سے مانع ہے، ہاں اگر بھول جانے کے اندیشہ سے حائضہ عورت قرآن کی کچھ سورتیں یا (مکمل) قرآن حفظ کرتی ہے یا پھر یہ خطرہ درپیش ہو کہ تلاوت نہ کرنے کی صورت میں (قرآن) بھول سکتا ہے تو اس صورت میں تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ اس کا تعلق ضرورت سے ہے اور پھر مدت حیض (بسا اوقات) دراز ہو جایا کرتی ہے اور وہ قرآن کے حفظ کردہ حصوں کو بھول سکتی ہے اب اگر وہ قرآن کی تلاوت نہیں کرتی ہے تو بھول جائے گی، اور ایسے ہی اس طالبہ (لڑکی) کا مسئلہ ہے کہ حالت حیض ہی میں اس کے قرآن کے مادہ کا امتحان کا وقت

آ پہنچا اور اس کی مدت حیض دراز ہوگئی اس کے لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ حیض کے ختم ہو جانے پر امتحان دے سکے تو امتحان کی خاطر اس کا قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ اگر وہ تلاوت قرآن ترک کر دیتی ہے تو اس کے امتحان کے چھوٹ جانے کا اور (مادہ) قرآن کے اندر اس کے ناکام ہو جانے کا خطرہ ہے جو اس کے حق میں باعث ضرر ہے تو اس صورت حال میں طالبہ (لڑکی) کا امتحان کی خاطر منہ زبانی اور مصحف دیکھ کر کے قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ مصحف کو ڈائریکٹ (بلا واسطہ) نہ چھوئے، رہا یہ مسئلہ کہ حائضہ عورت محض تعلیم کی خاطر تلاوت کرے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس کا تعلق ضرورت سے نہیں ہے، اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے

سوال ۴: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا رمضان کے مہینہ میں افطار کرنا (روزہ چھوڑ دینا) کب مباح (جائز) ہے اور عام طور پر روزہ کو فاسد کرنے والے امور کون کون سے ہیں؟ اور کیا عورت حیض کو روکنے کے لئے مانع حیض گولیاں استعمال کر سکتی ہے، تا کہ بلا کسی ناغہ رمضان کے روزے رکھ سکے ؟

جواب ۴: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا اس وقت افطار کرنا جائز ہے جب ان کے روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے بچوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو؛ کیونکہ جو غذا بچہ اپنی شکم مادر کے اندر حاصل کرتا ہے روزہ اسے کم کر دیتا ہے، پس جب اس طرح کی نوعیت ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ افطار کرے اور دیگر ایام میں ان روزوں کی قضا کرے، اور قضا کے ساتھ (مسکینوں) کو کھانا کھلائے؛ (جب کہ کھانا کھلانے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے از مترجم) اور اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی ذات پر خطرہ محسوس کر رہی ہو کہ حاملہ ہونے کی بنا پر یا دودھ پلانے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتی پس ایسی عورت روزہ توڑ دے گی اور دیگر ایام میں ان (روزوں) کی قضا کرے گی اور اس کے اوپر (مسکینوں کو) کھانا کھلانا واجب نہیں ہے، یہ مسائل حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے تعلق سے تھے.

اور عورت کے لئے جائز ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت سے مانع حیض گولیاں استعمال کرے بشرطیکہ یہ گولیاں اس کی صحت کو نقصان نہ پہنچاتی ہوں.

سوال ۵: نماز کی تکبیر کے متعلق یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا مردوں اور عورتوں کی تکبیر میں کوئی فرق ہے، اسی طرح کیا جہری اور سری قراءتوں کے بیچ کوئی فرق ہے؟

جواب ۵: جہاں تک نماز کی تکبیر کی بات ہے تو اس تعلق سے مرد اور عورت کی تکبیر کے بیچ کوئی فرق نہیں ہے، مرد اور عورت دونوں کے حق میں تکبیر تحریمہ رکن ہے، اور بقیہ تکبیریں مرد اور عورت دونوں کے حق میں واجب ہیں اس کے اندر کوئی فرق نہیں، لیکن غیر محرم مردوں کی موجودگی میں عورت بآواز بلند تکبیر نہیں کہے گی، جہاں تک سری اور جہری قراءت کا مسئلہ ہے تو گزشتہ مسئلہ کی طرح یہ بھی ہے کہ اس میں بھی مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور رات والی نمازیں جہری ہیں اور دن والی نمازیں سری. ہاں اگر اس کے آس پاس مرد حضرات ہوں جو اس کی آواز کو سن رہے ہوں تو اس وقت سری قراءت کرے گی اور بآواز بلند قراءت نہیں کرے گی کیونکہ اس کی آواز سے فتنہ کے رونما ہونے کا اندیشہ ہوسکتا ہے، ہاں اگر اس کے آس پاس مرد حضرات نہیں ہیں تو رات کی نمازوں میں جہری قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٦: کیا عورت سنتوں اور سنن رواتب اور سری نمازوں میں ترتیل سے تلاوت کرنے کی غرض سے دوران نماز بلند آواز سے قراءت کرسکتی ہے تاکہ اس کی قراءت سنی جائے اور یہ ترتیل خشوع کا سبب بنے اور سہو واقع ہونے کا امکان ختم ہوسکے واضح رہے کہ یہ اس صورت میں جب کہ اس کے پاس مرد اور عورت نہ ہوں (یعنی تنہا نماز پڑھ رہی ہو).

جواب٦: رات والی نمازوں میں اس کا بآواز بلند قراءت کرنا مستحب ہے خواہ نفلی نماز ہو یا فرض نماز ہو جب تک کہ اس کی آواز کو کوئی اجنبی (غیر محرم) شخص نہ سن رہا ہو کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے ، پس اگر عورت کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہی ہو جہاں اس کی آواز اجنبی شخص نہ سن رہا ہو، اور رات والی نماز ہو تو بآواز بلند قراء ت کرے گی مگر یہ قراء ت دوسروں کے حق میں باعث تشویش نہ ہو، ورنہ اس صورت میں سری قراءت کرے گی جہاں تک دن والی نمازوں کی بات ہے تو ان میں سری قراءت کرے گی ، کیونکہ دن کی نماز سری ہے اور اس کے اندر آواز اتنا ہی بلند کرے گی جتنا کہ وہ خود سن سکتی ہو یعنی دن والی نمازوں کے اندر بآواز بلند قراءت کرنا مستحب نہیں ہے کیونکہ یہ امر خلاف سنت ہے.

سوال ۷: کیا نکاح کا پیغام دینے والا ٹیلیفون پر عورت کو پیغام (نکاح) دے سکتا ہے کیا یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

جواب ۷: پیغام نکاح دینے والے کا ٹیلیفون پر اپنی مخطوبہ سے بات چیت کرنے میں ان شرائط کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے جب پیغام دینے والے کی یہ بات چیت اس (مخطوبہ) کو اختیار کرنے کے بعد ہو، تبادلہ خیالات کے لئے ہو، بوقت ضرورت ہو اور اس کے اندر کسی قسم کے فتنہ کا امکان نہ ہو، اور یہ بات چیت مکمل طور پر شبہات سے ہٹ کر اس (عورت) کے سرپرست کے واسطہ سے ہو، ہاں جو بات چیت مرد و زن اور کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان محض تعارف کی نیت سے ہوتی ہے یعنی یہ حضرات اسے اصطلاح کا نام دے رہے ہوں اور ان کے درمیان پیغام نکاح والی بات نہ ہو تو یہ منکر اور حرام ہے اور یہ فتنہ اور برائی کے اندر مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ ”لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو“ (احزاب۳۲).

پس عورت کسی اجنبی مرد سے ضرورت پڑ جانے پر ہی کوئی ایسی معروف بات چیت کرسکتی ہے جس کے اندر کسی قسم کا فتنہ اور شک نہ ہو اور علماء نے اس مسئلہ میں تخصیص سے کام لیا ہے کہ محرم عورت تلبیہ پڑھے گی لیکن اپنی آواز بلند نہیں کرے گی، اور حدیث میں ہے کہ اگر نماز کے اندر تمہیں کوئی چیز لاحق ہو جائے (بھول چوک ہو جائے) تو مرد حضرات سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالیاں بجائیں (یہ روایت انہیں الفاظ کے ساتھ مروی ہے دیکھئے صحیح بخاری ۱/۱۶۷ اور صحیح مسلم ۱/۳۱۶، ۳۱۷ اور موطا مالک ۱/۱۶۲، ۱۶۳ اور سنن ابو داؤد ۱/۲۴۵، ۲۴۶ اور سنن نسائی ۲/۲۸، ۸۳).

جو اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنی آواز مردوں کو شرم و لجاجت کے انداز میں انہیں حالات میں سنا سکتی ہے جن حالات میں ان سے بات چیت کرنے کی ضرورت ہو.

سوال ۸: اس چیز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ماہ رمضان کے اندر عورتیں مسجدوں میں آخری صف کو ترجیح دیتی ہیں اور پہلی صف سے دوری اختیار کرتی ہیں جس سے صفوں میں خلاء پیدا ہو جاتا ہے دریں اثناء آخری صفوں میں ازدحام ہو جاتا ہے نتیجۃً دیگر عورتوں کے لئے آگے جانے کا راستہ مسدود

ہو جاتا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے اس قول: (اَفْضَلُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُھَا) (عورتوں میں ان کی آخری صفیں سب سے بہتر ہیں) پر عمل کرتے ہوئے اگلی صفوں میں پڑھنا چاہتی ہیں، ہم اس کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں؟

جواب ۸: اس کے اندر کچھ تفصیل ہے جو اس طرح ہے؛ اگر عورتیں اس طرح نماز ادا کر رہی ہوں کہ ان کے اور مردوں کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو تو ان پر یہ چیز صادق آتی ہے جو حدیث کے اندر وارد ہے: (خَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُھَا) کیونکہ آخری صفیں مردوں سے دور ہوتی ہیں اور اگلی صفیں مردوں سے قریب ہوتی ہیں، ہاں اگر وہ اس طرح نماز ادا کر رہی ہوں کہ ان کے درمیان اور مردوں کے درمیان کوئی پردہ ہو تو اگلی صفیں ہی بہتر ہیں کیونکہ فتنہ کا اندیشہ ختم ہو چکا ہے اور اندیشہ نہ پائے جانے کی بنا پر مردوں کی اگلی صفوں کی مانند عورتوں کی اگلی صفیں افضل ہیں اور یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ ان کے درمیان اور مردوں کے درمیان پردہ موجود ہو، اور مردوں کی طرح ان کی صفوں کو ترتیب دینا واجب ہے نمبر وار پہلی پھر دوسری صفوں کو ترتیب دیں اور مردوں کی صفوں کے مانند اپنی صفوں

کو منظّم کریں جب تک کہ وہ پردہ کے پیچھے ہوں.

سوال ۹: کیا عورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، مثال کے طور پر اس کے خاوند نے کسی دوسرے شہر سے فون پر بتلایا کہ جلد از جلد کسی ہوائی جہاز سے بکنگ کرا کے میرے پاس حاضر ہو جاؤ کیوں کہ اسے حادثہ لاحق ہو گیا ہے تو اس کے تنہا سفر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۹: عورت کا بغیر محرم کے ۸۰ر کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ (جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر دو دن سے زیادہ کی مسافت طے نہ کرے (اسے امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح کے اندر عبد اللہ بن عمرو بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے).

اور یہاں دو دن کی اس مسافت سے مراد پیدل چلنے کی مسافت ہے اور یہ مسافت تقریباً ۸۰ر کلو میٹر کے مساوی ہے؛ اس لئے کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا اس کے لئے خطرہ کا باعث ہے کیوں کہ اسے فتنہ در پیش ہو سکتا ہے مبادا اس کے اوپر غلط نیت رکھنے والے ہوس کے لالچی لوگ لالچ کر بیٹھیں جب کہ محرم تو اس کی حفاظت وصیانت کرے گا اور اس مسئلہ میں ہوائی

جہاز پر سفر کرنے یا گاڑی یا چوپایہ وغیرہ پر سفر کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے کہ احادیث کے اندر ممانعت عام ہے اور خوف کی علت موجود ہے۔

سوال ۱۰: اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو اس عذر کی بنا پر اپنے نوزائیدہ بچے کے ساتھ اپنی رفیقہ حیات کو ہوائی جہاز سے سفر کرنے کی اجازت دے دیتا ہے کہ وہ انتہائی مشغول ہے اور اس کی مشغولیت اسے سفر کی اجازت نہیں دیتی ہے ؟

جواب ۱۰: عورت کا محرم کے بغیر نہ تو ہوائی جہاز میں سفر کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے سفر کرنا جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان عام ہے: (کہ جو عورت اللہ کے اوپر ایمان رکھتی ہو اس کا ایک دن اور ایک رات سے زیادہ کی مسافت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے) (امام بخاری نے اسے اپنی صحیح کے اندر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے ۲/۳۶) اور ایک دوسری روایت کے اندر- دو دن کے برابر کی مسافت - کا لفظ وارد ہے (اسے امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح کے اندر عبداللہ بن عمرو بن عاص کی سند سے روایت کیا ہے ۴/۱۳۴) ہاں جب اس کا محرم اس کے ساتھ ہو (تو سفر کر سکتی ہے) اور محرم سے مراد وہ بالغ شخص ہے جس کا نکاح نسب کی وجہ سے یا کسی اور جائز وجہ کی بنا پر ہمیشہ کے لئے اس عورت سے

نہ ہوسکتا ہو اور نا بالغ شخص محرم نہیں ہوسکتا ہے، جب ایک صحابی نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا اور ان کی عورت حج پر جانا چاہتی تھی تو نبی ﷺ نے ان کو اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم صادر فرمایا اور غزوہ میں نکلنے کی اجازت ان کو نہیں دی (دیکھئے صحیح بخاری ۱۸/۴ حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث).

دیگر اور سواریوں کی بنسبت ہوائی جہاز میں زیادہ ہی خطرہ ہے اس لئے کہ بسا اوقات ہوائی جہاز کا راستہ کسی بنا پر تبدیل ہو جایا کرتا ہے اور وہ کسی اور سمت میں جا سکتا ہے تو پھر وہاں عورت کا استقبال کون کرے گا؟ اور ہوائی جہاز کا متعینہ سمت (ہوائی اڈہ) میں نہ اتر پانے کی صورت میں وہ کہاں کا رخ کرے گی؟

سوال ۱۱: عورتیں گھر کے اندر نماز کب پڑھیں اذان کے بعد یا اقامت کے بعد؟

جواب ۱۱: جب نماز کا وقت ہو جائے، تو گھروں میں نماز پڑھنے والی عورتیں نماز پڑھ لیں اور اقامت کی منتظر نہ رہیں، بلکہ اذان سننے کے بعد نماز پڑھ لیں اگر مؤذن وقت ہو جانے پر اذان دیتا ہو اور ان کا اول وقت سے تاخیر کرنا بھی جائز ہے، واللہ اعلم.

سوال ۱۲: نماز کے دوران عورت کی ہتھیلی اور اس کے دونوں پاؤں کے ظاہر ہونے کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب ۱۲: حالت نماز میں عورت سراپا پردہ ہے، پس اس کے اوپر اس کے تمام اعضائے بدن کا چھپانا واجب ہے؛ سوائے چہرہ کے اور یہ بھی اس صورت میں جب اس کے پاس صرف اس کے محرم مرد موجود ہوں، پس جب وہ تنہا ہو یا اس کے محرم مرد موجود ہوں تو نماز میں اپنا چہرہ کھولے رکھے گی ہاں اگر ایسی جگہ نماز ادا کر رہی ہو جہاں غیر محرم مرد ہوں تو نماز اور غیر نماز دونوں حالات میں اپنا چہرہ چھپائے گی؛ اس لئے کہ چہرہ (عورۃ) پردہ ہے اور جہاں تک دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے چھپانے کا مسئلہ ہے تو دوران نماز بہر صورت ان کا چھپانا واجب ہے، اگر چہ اس کے پاس مرد حضرات نہ ہوں، اس لئے کہ عورت حالت نماز میں سراپا پردہ ہے، اور اس کا چہرہ ایسی صورت میں پردہ کے اندر داخل نہیں ہے جب اس کے پاس غیر محرم مرد نہ ہوں اور نبی کریم ﷺ سے عورت کا اس کی ایک ہی قمیص (لباس) میں نماز پڑھنے کے تعلق سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا چوغہ اتنا کشادہ ہو جس سے اس کے پاؤں کے ظاہری حصے ڈھک جاتے ہوں.

سوال ۱۳: کیا عورت کا دیگر عورتوں کے ساتھ تراویح کی نماز کے دوران کسی ایسے تنگ لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے جس سے اس کی دونوں پنڈلیاں نظر آ رہی ہوں یا اس کے ہاتھوں کا مکمل طریقے سے پردہ نہ ہو پا رہا ہو؟

جواب ۱۳: عورت کی نماز تراویح یا دیگر نمازوں میں ایسے ہی لباس میں درست ہوسکتی ہے جو لباس اس کے چہرہ کو چھوڑ کر اس کے تمام اعضائے بدن کو چھپاتا ہو اور چہرہ اس وقت نماز کی حالت میں کھولے گی جب وہ تنہا نماز پڑھ رہی ہو یا عورتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہو یا محرم مردوں کے ساتھ پڑھ رہی ہو، اور اگر غیر محرم مردوں کے ساتھ نماز ادا کر رہی ہو تو اپنے چہرہ کو چھپائے گی، پس یہ عورت جس کا معاملہ یہ ہے کہ ایسے لباس میں نماز پڑھ رہی ہے جس سے اس کی پنڈلیاں دکھائی پڑ رہی ہیں، اس کی نماز درست نہیں ہے، بلکہ وہ لباس اختیار کرے جو اس کے تمام اعضائے بدن کو ڈھک رہا ہو.

سوال ۱۴: اگر ایک ہی گھر کے اندر کئی عورتیں با جماعت نماز ادا کرتی ہوں تو کیا یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ایک عورت تمام فرض نمازوں میں

امامت کرائے؟

جواب ۱۴: ہاں، عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور ان میں سے ایک عورت امامت کرائے، لیکن ان کے آگے کھڑی نہ ہو بلکہ صف کے بیچ میں رہے.

سوال ۱۵: یہ بات متحقق ہے کہ عورت کی نماز بجائے مسجد میں ادا کرنے کے گھر میں ادا کرنا افضل ہے؛ تو کیا اگر کوئی عورت مسجد حرام اور مسجد نبوی کو چھوڑ کر اپنے گھر ہی میں نماز پڑھے تو کیا اس کے حق میں اجر کی زیادتی لکھی جائے گی؟

جواب ۱۵: جہاں تک مکہ کا تعلق ہے تو پورے حرم کے اندر اجر کی زیادتی لکھی جائے گی، پس جب عورت مکہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھے؛ تو اس کے حق میں اجر کی زیادتی لکھی جائے گی اور جہاں تک مدینہ کی بات ہے تو زیادتی صرف مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے، لیکن اگر عورت مدینہ کے اندر اپنے گھر میں اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھے تو اس کے لئے ثواب عظیم لکھا جائے گا اور اس کی صالح نیت پر اجر عطا کیا جائے گا، واللہ اعلم.

سوال ١٦: عورت کا تراویح کی نماز اپنے گھر میں پڑھنا بہتر ہے یا پھر مسلمانوں کے ساتھ مسجد کے اندر؟

جواب ١٦: عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور اس کا جماعت کے ساتھ مسجد میں فرض نماز ونماز تراویح، گرہن کی نماز اور جنازہ کی نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ پورے طور پر باپردہ رہے اور اپنے بدن اور لباس میں کوئی زینت اختیار نہ کرے، اور نہ اپنے بدن اور اپنے کپڑے میں خوشبو لگائے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں اور یہ زیب وزینت اور خوشبو لگا کر نہ نکلیں'' (اسے امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر حضرت ابوہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے ١/١٥٢).

پس حدیث کے اندر اس بات کی دلیل ہے کہ مذکورہ شرطوں کے ساتھ اس کا مسجد کو جانا جائز ہے اور وہ یہ ہیں کہ عورت حیا اور پردہ کی پابند ہو اور زینت اور خوشبو نہ اختیار کرے اور مردوں کے پیچھے صف لگائے تو ان شرطوں کی پابندی کے ساتھ جائز ہے ورنہ اس کا اپنے گھر میں ہی نماز ادا کرنا بہتر ہے کیونکہ اس کے اندر اس کی آبرو کی حفاظت ہے اور اس سے فتنہ کا کوئی

اندیشہ نہیں رہتا ہے، لیکن اگر ان شرائط کی پاسداری نہیں کرتی ہے تو اس کا مسجد کو آنا حرام ہے، وہ گنہ گار ہوگی اگر چہ اس کے نکلنے کا مقصد نماز ادا کرنا ہی کیوں نہ ہو.

سوال ۱۷: نماز تراویح کی ادائیگی کی خاطر عورت گھر سے نکلنے کی صورت میں گھر کے کچھ واجبات ادا نہ کر پاتی ہو تو اس کے نکلنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۷: عورت گھر سے نکلنے کی صورت میں کچھ ایسے واجبات ادا نہ کر پاتی ہو جن کی ادائیگی کی وہ پابند ہے تو وہ نہ نکلے بلکہ اپنے گھر میں رہ کر ہی اپنے گھر کے واجبات انجام دے گی؛ اس لئے کہ اس کا گھر کے اندر نماز ادا کرنا ممکن ہے اور صحیح قول کے مطابق اس کا گھریلو امور انجام دینا واجب ہے اور اس کا مسجد کے لئے نکلنا مباح ہے جب کہ اس کے نکلنے سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچتا ہو.

سوال ۱۸: میری بیوی حمل سے تھی، لیکن اللہ کے ارادہ کی مشیت سے اس کا حمل برقرار نہ رہ سکا بلکہ ساقط ہوگیا اس وقت بچے کی عمر ایک ماہ کی ہو چکی تھی اور صفائی کی کارروائی ہوگئی اور صفائی کے ۱۱/ دنوں بعد تک خون جاری رہا اس نے ان ایام میں نماز ادا نہیں کی؛ یہ سمجھتے ہوئے کہ خون کا

آنا نماز سے مانع ہے، لیکن میں نے کسی شیخ کا یہ فتویٰ پڑھا تھا کہ جب خون اس وقت بہے جب بچے کی عمر ۹۰ ر دنوں سے کم ہو تو وہ نماز سے مانع نہیں ہے تو اس وقت کیا وہ فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گی؟ اگر جواب ''ہاں'' تو قضا کا طریقہ کیا ہوگا؟

جواب ۱۸: اولاً: آپ یہ نہ کہیں کہ مشیت الٰہی کے تحت ہوا بلکہ اس طرح کہیں کہ اللہ نے چاہا اس لئے کہ ارادہ کے لئے مشیت ضروری نہیں ہے، ہاں آپ کی بیوی کے اوپر ان تمام چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنی ہے اس لئے کہ اس وقت گرنے والا خون دم نزیف تھا اگر اس وقت حمل کی مدت ۸۱ دن سے کم تھی، تو اس کے بعد میں گرنے والا خون دم نزیف تھا اس کی بنا پر نماز ترک نہیں کرے گی، ہاں اگر حمل کی مدت ۸۱ ر یا اس سے زائد ہو چکی تھی تو اس کے بعد میں گرنے والا خون نفاس کا خون سمجھا جائے گا؛ اس کے بند ہونے تک یا چالیس دن تک کے لئے نماز ترک کر دے گی پھر چالیس دن پر خون کے نہ بند ہونے پر غسل کر کے نماز ادا کرے گی.

سوال ۲۰: کیا عورتوں کا اپنے درمیان میں سے کسی کو رمضان اور رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں امام بنانا جائز ہے؟

جواب ۲۰: عورتوں کے لئے تراویح کے اندر اور پنجوقتہ نمازوں کے اندر جماعت کا بنانا اور اپنے درمیان سے کسی کو امام بنانا جائز ہے اور یہ جماعت کسی کے مکان میں ہونا چاہیئے یا مردوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہونا چاہیئے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر والوں کا امام بنا کران کو نماز پڑھانے کی رخصت دی تھی (اسے ابوداؤد نے ۱/۱۵۸ میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں ۱/۴۰۳ کے اندر ام ورقہ کی سند سے روایت کیا ہے مزید افادہ کے لئے دیکھئے مصنف عبدالرزاق ۳/۱۴۰، ۱۴۱).

سوال ۲۱: عورت کا اپنے بچوں کا مسجد لے جانا کیسا ہے؟

جواب ۲۱: بچوں کو مسجد لے جانے والے مسئلہ کے اندر کچھ تفصیل ہے: اگر وہ سات برس کی عمر کے ہو چکے ہوں؛ تو ان کو نماز کی تربیت اور تدریب کے لئے مسجد لے جایا جا سکتا ہے اور ان کی نفل نمازیں صحیح قرار پائیں گی اور اگر وہ سات برس کی عمر کے نہ ہوئے ہوں تو ان کو مسجد نہیں لے جایا جائے گا اِلّا یہ کہ ان کا نمازیوں کو تکلیف پہنچانے کا اور مسجد کو نقصان پہنچانے کا یا اس کو گندہ کرنے کا اندیشہ نہ ہو نیز ان کو لے جانے کی ضرورت درپیش ہو یا ان کے گھر میں رہ جانے کی صورت میں ان کے متعلق خطرہ ہو.

سوال ۲۲: کچھ عورتیں مسجد میں حاضر ہوتے وقت آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عمدا ایسی گفتگو میں لگ جاتی ہیں جس کا تعلق عبادت سے نہیں ہوتا اور بسا اوقات تو ان کی گفتگو امام کے رکوع کرتے وقت ختم ہوتی ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب ۲۲: جو بھی مرد یا عورت مسجد کے اندر داخل ہو اسے مسجد کے احترام اور عبادت کے تقدس کو ملحوظ رکھنا چاہیئے پس دنیاوی گفتگو کے اندر منہمک نہ ہو اس لئے کہ یہ مسجد کے لئے باعث اذیت ہے اور عبادت سے غافل کر دینے والی ہے، اور اس بابرکت جگہ میں مسلمان کا موقعہ کو ضائع کر دینا ہے، اور بدرجہ اولی امام کے ساتھ نماز کے شروع ہوتے وقت گفتگو میں مشغول ہونا ناجائز ہے کیونکہ اس سے تکبیر تحریمہ کی فضیلت چھوٹ جانے اور رکعت کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور یہ گفتگو امام اور نمازیوں کے لئے باعث تشویش بن سکتی ہے.

سوال ۲۳: کیا عورتوں کا مسجدوں اور محاضرات (تقریری پروگرام) کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب ۲۳: ہاں عورتوں کا مسجدوں اور محاضرات کے لئے پردہ کے ساتھ

جانا جائز ہے بایں طور کہ وہ مردوں سے پیچھے رہیں جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ان کو اس جگہ سے پیچھے رکھو جہاں سے اللہ نے ان کو پیچھا رکھا ہے (اسے عبد الرزاق صنعانی نے اپنی مصنف ۳/۱۴۹ کے اندر ابن مسعود کے قول سے روایت کیا ہے).

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں میں ان کی اگلی صف سب سے بہتر ہے اور ان کی آخری صف سب سے بدتر ہے اور عورتوں میں ان کی آخری صف سب سے بہتر ہے اور ان کی پہلی صف سب سے بدتر ہے (اسے امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ۱/۳۲۶).

پس اگر وہ مسجدوں اور دینی تقاریر کو سننے کے لئے جاتی ہیں اور مردوں سے علیحدہ رہتی ہیں تو یہ اچھی صفت ہے اور داعی کے لئے موزوں ہے کہ وہ عورتوں کو خصوصی نصیحت کرے ; پس نبی ﷺ نے عورتوں کو خصوصی نصیحت فرمائی ہے اور آپ ﷺ نے جب مردوں میں عید کا خطبہ دیا تو بلال کے سہارے (ٹیک لگائے ہوئے) عورتوں کے پاس گئے اور عورتوں کو خصوصی وعظ کیا (دیکھئے صحیح بخاری حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث ۲/۹) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کو پند ونصائح کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ اندیشہ اس

طرح ختم کیا جاسکتا ہے کہ ان کے اور مقرر کے بیچ کوئی پردہ حائل کردیا جائے تاکہ اس کی نظر عورتوں کے اوپر نہ پڑے، عورتیں اس کے خطاب کو سن سکیں اور مقرر (داعی) ان کے سوالات کو سن کر پردے کے ساتھ ان کے مسائل کا جواب دے سکے.

سوال ۲۴: زغرطہ یعنی اس آواز کا کیا حکم ہے جو خوشی کے وقت عورتیں مخصوص آواز میں نکالتی ہیں، اللہ آپ کو جزائے خیر دے اس سے آگاہ کریں ؟

جواب ۲۴: مردوں کی موجودگی میں عورتوں کا زغرطہ کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے آواز بلند کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی آواز کے اندر سامان فتنہ ہے پھر زغرطہ بہت سارے ماضی اور حال کے مسلمانوں کی نظر میں معروف نہیں ہے پس یہ ایک بری خصلت ہے جس کا ترک کردینا مناسب ہے اور مزید اس کے اندر قلت حیاء کی دلیل پائی جاتی ہے.

سوال ۲۵: کیا عورت یا کسی دوسرے شخص کے لئے اس سلسلے میں کوئی حرج ہے کہ نماز تراویح کچھ دنوں کسی ایک مسجد میں پڑھے اور کچھ دنوں دوسری مسجدوں میں جاکر ادا کرے اس بنیاد پر کہ فلاں مسجد کے امام کی آواز

خوبصورت ہے اور جگہ کی تبدیلی سے اس سنت کی ادائیگی میں چستی حاصل ہوتی ہے؟

جواب ۲۵: عورت اگر رخصت پر عمل کرتے ہوئے مسجد جاتی ہے تو اس کا اپنے گھر سے قریبی مسجد کے اندر تراویح پڑھنا موزوں ہے اور اس کا مساجد کا چکر لگانے میں مندرجہ ذیل نقصانات ہیں، اس کے فتنہ کے اندر واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کو طویل مسافت طے کرنے کی ضرورت پڑے گی اور بسا اوقات اس کو گاڑی و ڈرائیور اور حرام خلوت کی حاجت پڑے گی جب کہ اس کے اندر سوائے آواز کی حلاوت و چاشنی کے دیگر کوئی صحیح عذر نہیں جس بنا پر یہ عورت ان فتنوں کا سامنا کرے اور اس کا یہ اقدام نماز کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف آواز سے محظوظ ہونے کے لئے ہے اور اس صورت میں تو وہ مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے جس کی خاطر اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد کی طرف نکلنے کی اجازت دی ہے اور افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے مرد و خواتین اور نوجوانوں کی جو یہ عادت بن چکی ہے کہ وہ مساجد کا چکر اس لئے لگاتے ہیں کہ قاریوں کی آواز کی حلاوت محسوس کر سکیں اور ان مساجد کی تلاش میں جائیں جن میں لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے.

سوال ۲۶: کیا پہنے جانے والے (استعمال شدہ) زیوارات کے اندر خاص قسم کی زکاۃ ہے خواہ وہ سونے کے ہوں یا چاندی کے اور پھر اس کی مقدار کیا ہوگی؟

جواب ۲۶: بے شک اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی اور دوسرے ان اموال کے اندر زکاۃ کو واجب قرار دیا ہے جن میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مثلا چوپائے اور سامان تجارت اور زمین سے پیدا ہونے والے غلہ جات، اور جب سونے چاندی نصاب سے اوپر کو پہنچ جائیں تو دیگر تمام اموال کی مانند ان میں بھی زکوۃ ہے، اور سونے کا نصاب ۲۰/مثقال یعنی ۹۲/گرام کے مساوی ہے اور چاندی کا نصاب ۱۴۰/مثقال ہے اور اس کی مقدار مشہور سعودی چاندی کے حساب سے ۵۶/ریال ہے، پس جب یہ سونے اور چاندی اس نصاب یا اس سے زیادہ مقدار کو پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو ان کے اندر زکاۃ واجب ہے اور زکاۃ کی مقدار ڈھائی فیصد ہوگی اور اسی طرح کرنسیوں کا معاملہ ہے کیونکہ یہ سونے اور چاندی کی مانند ہیں پس جب یہ کرنسی چاندی کے نصاب یعنی ۵۶/ریا اس سے زائد ریال تک پہنچ جائیں تو ان میں زکاۃ واجب ہے اور جو زیورات پہننے یا

زینت کے لئے ہوں تو اس کے متعلق علمائے کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے اہل علم اور جمہور علماء کا کہنا ہے کہ جب تک ان کو تجارت وکمائی کی خاطر استعمال نہ کیا جائے اور وہ استعمال کئے جاتے ہوں یا بطور عاریت ہوں تو ان کو تمام مستعمل اشیاء کی طرح تصور کیا جائے گا کیونکہ ان کا معاملہ نمو پذیر مال سے مال مستعمل میں تبدیل ہو چکا ہے جیسے کپڑے، مکانات، سواریاں وغیرہ اور یہی جمہور علمائے سلف وخلف کا قول ہے، اور بعض دیگر علماء سونے اور چاندی کے دلائل کے اندر جو عموم ہے اس سے استدلال کرتے ہوئے زیورات کے اندر زکاۃ کے وجوب کے قائل ہیں اگر چہ وہ استعمال ہی کئے جاتے ہوں اور انھوں نے اس کی جانب نہیں دیکھا کہ یہ اب نمو پذیر مال سے مال مستعمل بن چکا ہے، تو ان کے خیال میں اس کے اندر زکاۃ واجب ہے، بہر حال اگر زکاۃ نکال دیتا ہے تو یہ قابل احتیاط پہلو اور ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے اور اختلاف سے گریز کرنا ہے. واللہ اعلم.

سوال ۲۶: روزہ کی نیت کر لینے کے بعد جس عورت کو ماہواری آ گئی اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب ۲۶: عورت جب روزہ سے ہو اور اس کو ماہواری کا خون

آجائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور خون آنے کے دوران اسے روزہ ترک کرنا ہوگا پس جب ایام حیض کے ختم ہونے پر خون کا آنا بند ہو جائے تو مہینہ کے بچے ہوئے دنوں میں روزہ رکھے گی اور دوران حیض اس نے جو روزے ترک کئے ہیں ان کی قضا کرے گی.

سوال ٢٧: اگر عورت رمضان میں حائضہ ہو یا نفاس کے آخری مرحلہ میں ہو اور رمضان میں فجر کے بعد کسی دن پاک ہو جائے تو کیا اس کو اس دن کے روزہ کی تکمیل کرنی ہوگی؟ اور اگر وہ غسل کر کے روزہ رکھنا شروع کرے پھر حیض ونفاس کی عام مدت ختم ہونے کے بعد کوئی چیز پھر نظر آجائے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا یا اس سے اس کے اوپر کوئی اثر نہیں پڑے گا؟

جواب ٢٧: جہاں تک سوال کے پہلے حصہ کا تعلق ہے وہ یہ کہ جب حائضہ عورت یا نفاس والی عورت دن کے کسی حصہ میں پاک ہو جائے، تو وہ غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی اور بقیہ دن روزہ کی حالت میں پورا کرے گی پھر دوسرے دنوں میں اس دن کی قضا کرے گی، یہ چیز اس کے اوپر لازم ہے اور جہاں تک دوسرے حصہ کی بات ہے وہ یہ کہ جب اس کا حیض کا خون بند ہو جائے پھر وہ غسل کرلے اور اس کے بعد کوئی چیز نظر آجائے تو وہ اس کی

جانب توجہ نہیں دے گی کیونکہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم پاکی حاصل کرنے کے بعد پیلے پن اور مٹیالے پن کو شمار نہیں کرتے تھے .(اسے ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر ۱/۸۱ اور نسائی نے اپنی سنن کے اندر ۱/۱۸۶، ۱۸۷ ام عطیہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور نسائی نے بعد الطہر کے الفاظ نہیں ذکر کئے ہیں) پس اس کی جانب توجہ نہیں دے گی، جہاں تک نفاس والی عورت کی بات ہے اگر اس کا خون چالیس دن سے قبل منقطع ہوا ہے اور وہ غسل کر چکی ہے پھر دوبارہ اسے (خون) آجائے تو وہ اس کو نفاس شمار کرے گی، کیونکہ یہ خون اسے چالیس دن کے اندر آیا ہے اور اگر چالیس دن کے بعد آئے تو اس کا اعتبار نہیں کرے گی ہاں مگر جب یہ ایام اس کے ایام حیض میں پڑ جائیں.

سوال ۲۸: اگر نفاس والی عورت ایک ہفتہ کے اندر پاک ہو جائے پھر مسلمانوں کے ساتھ رمضان کے کچھ دنوں کا روزہ رکھے پھر دوبارہ اس کو خون آجائے تو کیا وہ اس حالت میں روزہ ترک کر دے گی اور کیا اسے ان ایام کی قضا کرنی ہوگی جن ایام کے روزے اس نے رکھے ہیں؟

جواب ۲۸: اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نفاس والی عورت روزہ نہیں رکھے گی اگر چالیس دن کے دوران خون دیکھتی ہے اگر چالیس سے قبل ہی

اس کا خون آنا بند ہو جائے تو غسل کرے گی اور روزہ رکھے گی، اگر چالیس دن سے قبل دوبارہ اسے خون آجائے تو خون کے گرنے کی مدت یعنی چالیس دن (مدت نفاس) تک روزہ ترک کردے گی اور اس نے خون کے گرنے کے دوران جو روزے رکھے ہیں وہ صحیح ہیں، کیونکہ اس نے وہ روزے پاکی کے دوران رکھے ہیں. اس مسئلہ کے اندر علماء کا سب سے صحیح ترین قول یہی ہے، واللہ اعلم.

سوال ۲۹: میری عمر ۱۴ ربرس کی تھی اور مجھے ماہواری آگئی اور میں نے اس سال رمضان کا روزہ نہیں رکھا یہ بات واضح رہے کہ ایسا عمل میری اور میرے اہل خانہ کی نادانی کی بنا پر ہوا، اس لئے کہ اہل علم سے ہمارا تعلق نہیں اور ہمیں اس کی جانکاری بھی نہ تھی اور میں نے (اپنی عمر کے) پندرہویں سال روزے رکھے، اسی طرح میں نے بعض مفتیوں سے سنا ہے کہ عورت کو جب ماہواری آنا شروع ہو جائے تو اس کے اوپر روزہ لازم ہو جاتا ہے اگر چہ اس کی عمر بلوغت کے مرحلہ سے کم ہی ہو؟ ہمیں اس سے آگاہ کریں!

جواب ۲۹: یہ سائلہ جس نے اپنے متعلق ذکر کیا ہے کہ اسے ۱۴ ویں برس کی عمر میں حیض آگیا اور اسے یہ جانکاری نہیں تھی کہ اس سے بلوغت

ثابت ہو جاتی ہے اس کے اوپر اس سال کے روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ وہ ناواقف تھی اور جاہل کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن جب اسے جانکاری ہوگئی کہ روزہ اس کے اوپر واجب ہے تو اسے اس ماہ کے روزے کی قضا کرنے میں جلد بازی سے کام لینا چاہئے، حیض آنے کے بعد جس ماہ کے روزے اس نے نہیں رکھے، اس لئے کہ بالغہ عورت کے اوپر روزہ واجب ہے.

سوال ۳۰: میری ماں کی عمر ۶۰ / برس کی ہے ہمارے والد سے شادی ہوجانے کے بعد رمضان کے مہینے کے ایام حیض میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا انہوں نے نہیں کی بایں طور کہ میرے والد کا کہنا تھا کہ ہر دن کی قضا کے عوض میں کفارہ بدل دے دو اس حجت سے کہ وہ ماں ہیں اور ان کے پاس بچے ہیں اور چھوٹے ہوئے مدت کا اندازہ ۲۰ / برس لگایا جاتا ہے اس طرح کہ انھوں نے ہر رمضان سے سات دن کے روزے نہیں رکھے، تو ان کے اوپر کیا واجب ہے؟ کیا ان کو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہوگی یا ان کو صدقہ کرنا ہوگا اور صدقہ کی کیا مقدار ہوگی؟

جواب ۳۰: رمضان میں حیض کے زمانہ میں جن ایام کے روزے

انہوں نے ترک کیئے ہیں ان ایام کی قضا آپ کی والدہ کے اوپر لازم ہے، اگر چہ ان سے ایسی چوک کئی ایک رمضان میں ہوئی ہے، پس وہ چھوٹے ہوئے ایام کو شمار کریں گی اور ان کی قضا کریں گی اور قضا کرنے کے ساتھ ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گی ہر دن کے عوض نصف صاع کے حساب سے جو کہ کفارہ تاخیر ہے اور ان کے لئے جائز ہے کہ مسلسل قضا کریں یا الگ الگ قضا کریں، اہم بات یہ ہے کہ ان کے لئے روزہ ترک کرنا جائز نہیں، اور آپ کے والد نے بغیر جانکاری کے فتویٰ بازی میں بڑی غلطی کی ہے.

سوال ۳۱: کیا اس شخص کو حمل والی عورت کے اوپر قیاس کیا جاسکتا ہے جس نے دوسروں کو بچانے کی خاطر روزہ ترک کردیا ہو کہ وہ قضا کرے اور کھانا بھی کھلائے ؟

جواب ۳۱: ہاں، اگر امر اس بات کا متقاضی ہو کہ دوسرے کو ہلاکت سے بچانا ہو تو افطار کرلے اور دوسرے کو ہلاکت سے بچانا روزہ ترک کئے بغیر ناممکن ہو تو اس کے لئے افطار کرنا اور قضا کرنا جائز ہے.

سوال ۳۲: کیا رمضان کے اندر دن میں شوہر کا اپنی بیوی کو بوسہ دینا

جائز ہے؟ اور کیوں؟

جواب۳۲: آدمی کا اپنی بیوی کو بوسہ دینا روزہ کی حالت میں جائز ہے جب اس کی شہوت کے اندر ہیجان برپا نہ ہو، اگر اس سے اس کی شہوت کے اندر ہیجان پیدا ہوتا ہو تو بوسہ دینا ناجائز ہے اور یہ چیز وارد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی بیویوں کو بوسہ لیتے تھے اور آپ روزے سے ہوتے تھے، لیکن آپ ﷺ اپنی شہوت پر کنٹرول کرنے والے تھے (اسے امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے ۲/۲۳۳) اور اسی بنا پر نوجوان کے علاوہ عمر رسیدہ شخص کو روزہ کی حالت میں بوسہ دینے کی اجازت دی گئی ہے، اس لئے کہ نوجوان کے یہاں شہوت کے بھڑکنے کا امکان پایا جاتا ہے.

سوال۳۳: روزہ کے دوران ٹیلیفون پر نوجوان لڑکوں کا نوجوان لڑکیوں کے ساتھ گفتگو کرنا کیسا ہے خاص طور پر اس وقت جب کہ ان دونوں کے بیچ پیغام نکاح ہو چکا ہو؟

جواب۳۴: نوجوانوں کا نوجوان لڑکیوں سے ٹیلیفون پر گفتگو کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے اندر فتنہ ہے، ہاں اگر لڑکی کو اس شخص نے پیغام

نکاح دیا ہے جو اس کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے اور گفتگو صرف تبادلہ خیالات اور پیغام نکاح کی مصلحت کے تحت ہو (تو جائز ہے) تاہم احتیاط کا پہلو یہی ہے کہ اس تعلق سے ان کے اولیاء گفتگو کریں اور جہاں تک بغیر پیغام نکاح کے لڑکوں اورلڑکیوں کے درمیان گفتگو کرنے کی بات ہے تو یہ ناجائز ہے؛ کیونکہ اس کے اندر سخت قسم کا فتنہ اور برائی کے اندر واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر یہ چیز بحالت روزہ ہو تو یقینی طور پر روزہ کے اندر کمی پیدا کرتی ہے، کیونکہ روزہ دار سے ایسی چیزوں سے اس کے روزہ کی محافظت مقصود ہے جس سے اس کے اندر کمی اور نقص پیدا ہوتی ہو اور ٹیلیفون پر رابطہ رکھنے کے سبب لڑکوں اورلڑکیوں کے درمیان اخلاقی انحطاط اور معاشرتی خرابیاں رونما ہوئی ہیں، پس لڑکیوں کے سرپرست پر ان کو اس خطرہ سے روکنا اور ان کی نگرانی کرنا لازم ہے.

سوال ۳۵: میں شادی شدہ ہوں مجھے ماہواری مہینے کے اندر دو بار آتی ہے اور ہر مرتبہ یہ ۱۵/ دن سے زائد ایام تک رہتی ہے اور رمضان کے مہینے میں اپنے مقررہ مدت سے ایک ہفتہ پہلے ہی خون آ گیا اور اندام نہانی سے خارج نہ ہوا، واضح رہے کہ (اس سے پہلے) ایسا نہیں ہوتا تھا مگر چار برسوں

سے ایسا ہوتا آرہا ہے جب کہ اس مدت سے قبل اپنے متعینہ وقت پر آتا تھا اور پانچ دن سے زائد رہتا بھی نہیں تھا، ایسی صورت میں روزے کے تعلق سے میں کیا کروں؟ کیا میں ان ایام میں نماز پڑھوں اور روزے رکھوں جن ایام میں یہ خون جسم کے اندر رہ جاتا ہے یا پھر میں نماز نہ پڑھوں اور روزے نہ رکھوں؟

جواب ٣٥: عورت اس وقت تک نہ تو نماز پڑھے اور نہ ہی روزے رکھے جب تک کہ اس سے حیض کا خون پوری طرح خارج نہیں ہوجاتا اور یہ مدت پندرہ دن تک ہے پس اگر اسے ١٥/دنوں سے زائد ایام تک خون کا آنا منقطع نہ ہو تو وہ اس زیادتی کا کوئی اعتبار نہیں کرے گی، بلکہ اس کے مکمل ہوتے ہی غسل کرے گی اور روزے رکھے گی اور نماز پڑھے گی اور جہاں تک اس کا اپنے حیض کے خون کے احساس کرنے کی بات ہے تو اس کے اوپر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی یہاں تک وہ خون خارج ہوجائے اور اس کے خارج ہونے سے قبل نماز پڑھے گی اور روزہ رکھے گی اور وہ پاک سمجھی جائے گی.

سوال ٣٦: میری والدہ نے بغیر محرم کے حج کیا جب کہ اس وقت ان کی عمر ٦٠ برس کی تھی تو کیا ان کا حج صحیح سمجھا جائے گا، یا میں ان کے لئے حج

کروں، واضح رہے کہ وہ انتقال فرما چکی ہیں. اللہ ان کے اوپر رحم فرمائے.

جواب ۳۶: اگر عورت بغیر محرم کے حج کرے تو ایسا کرنے کی بنا پر وہ گنہ گار اور نافرمان سمجھی جائے گی، اس لئے کہ نبی ﷺ نے حج یا کسی اور چیز کی خاطر عورت کو محرم کی معیت میں ہی سفر کرنے کی اجازت دی ہے (دیکھئے صحیح بخاری حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ۲/۳۶ اور صحیح بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث ۴/۱۸) جہاں تک فی نفسہ بغیر محرم کے حج کرنے کی بات ہے تو وہ صحیح ہے ان شاء اللہ، لیکن گناہ کے ساتھ. ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اللہ ان کو معاف فرمائے.

سوال ۳۷: کیا عورت کا اپنی سگی بہن کے شوہر اور اس کی بہن کے ساتھ حج کرنا جائز ہے؟

جواب ۳۷: اس سوال کا جواب گزشتہ سوال کے جواب کے مانند ہے اور عورت کی بہن کا شوہر اس کا محرم نہیں بن سکتا کیونکہ وہ اس کے حق میں اجنبی ہے.

سوال ۳۸: کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ چہرہ کھولنا حرام نہیں ہے اس بنا پر ہمہ وقت اس کا ڈھانکے رکھنا ضروری نہیں اور بالخصوص حج کے

دوران، آپ مجھے اس سے آگاہ کریں؟

جواب ۳۸: دلائل کی روشنی میں صحیح قول یہ ہے کہ چہرہ کا تعلق اس ستر سے ہے جس کا چھپانا ضروری ہے، بلکہ یہ اس کے بدن کے فتنہ کے اندر مبتلا کر دینے والے سخت ترین مقامات میں سے ہے کیونکہ نگاہیں اکثر و بیشتر چہرہ کی جانب ملتفت ہوتی ہیں کیونکہ یہ خوبصورتی کا مرکز ہے اور شعراء کی مدح بیانی عام طور پر چہرہ کے محاسن کے تعلق سے ہوتی ہے تاہم چہرہ کی ستر پوشی پر شرعی دلائل وارد ہیں، انھیں میں سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ''اور مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں'' (النور:۳۱)

پس چہرے پر دوپٹہ کے ڈالنے سے چہرہ کا ڈھانکنا لازم آتا ہے اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ''اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'' (الأحزاب:۵۹) کے

متعلق استفسار کیا گیا تو انھوں نے اپنا چہرہ ڈھک لیا اور ایک آنکھ کھول لی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آیت کریمہ کا مستفاد چہرہ کا ڈھانکنا ہے اور یہی اس آیت کے تعلق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے، جیسا کہ عبیدہ سلمانی نے اس بات کو بیان کیا ہے جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا (دیکھئے ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم: ۳/۷۹۳).

نیز اس سلسلے میں بہت ساری احادیث وارد ہیں جن میں سے یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام پہننے والی عورت کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ نقاب پہنے (اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبید اللہ اور ابن عمر کے اقوال سے روایت کیا ہے ۲/۱۲۵) یا برقع پہنے (اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے روایت کیا ہے ۲/۱۴۶) پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ احرام سے قبل وہ اپنے چہرہ کو چھپاتی تھی، اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر وہ بحالت احرام نقاب یا برقع کو ہٹا دے گی تو اس کا چہرہ کھل جائے گا، بلکہ وہ اسے بغیر نقاب اور بغیر برقع کے چھپائے گی. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے تو جب ہمارے پاس سے مردوں کا گزر ہوتا تو ہم میں سے ہر ایک اپنا دوپٹہ اپنے سر

سے اپنے چہرہ پر ڈال لیتی پھر جب ہم آگے بڑھ جاتے تو ہم اسے کھول لیتے (اسے امام ابو داؤد نے اپنی سنن کے اندر: ۱۷۳/۳ اور ابن ماجہ نے: ۹۷۹/۲ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے) پس احرام پہننے والی اور احرام نہ پہننے والی عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپانا ہے اس لئے کہ چہرہ خوبصورتی کا مرکز ہے اور یہ لوگوں کا مرکز نگاہ ہے پس ان لوگوں کی دلیل صحیح نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ چہرہ ستر کے اندر داخل نہیں ہے.

سوال ۳۹: کیا ضروری ہے کہ عورت مناسک حج کی ادائیگی کے دوران مخصوص قسم کے رنگین لباس زیب تن کرے؟

جواب ۳۹: عورت کا کوئی ایسا خاص لباس نہیں جسے وہ حج کے دوران پہنے بلکہ وہ اس قسم کے عادی کپڑے استعمال کرے جس سے بدن چھپ جائے اور اس کے اندر زینت نہ ہو اور وہ مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو اور احرام کی حالت میں عورت کو نقاب اور برقع کے پہننے سے منع کر دیا گیا جس کے اندر سلائی ہو اور بالخصوص جو چہرہ کے لئے سلا گیا ہو اور دستانہ جس کے اندر سلائی ہو یا خاص طور پر ہتھیلیوں کے لئے سلا گیا ہو اور ضروری ہے کہ اپنا چہرہ برقع اور نقاب کے بغیر ڈھانکے اور اپنی ہتھیلیاں بغیر دستانہ کے ڈھانکے

،اس لئے کہ ان کا تعلق ستر سے ہے جس کا چھپانا ضروری ہے اور اس کو مطلق طور پر احرام کی حالت میں ان دونوں کے ڈھانکنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ اسے ان دونوں کو نقاب اور برقع اور دستانہ سے چھپانے سے منع کیا گیا ہے.

سوال ۴۰: جب عورت دستانہ پہن کر حج کرے اور نماز پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۴۰: عورت کا دستانہ پہن کر نماز پڑھنا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ راجح قول کی روشنی میں اس کا مقصود حالت نماز میں اس کے ہتھیلیوں کا چھپانا ہے، خواہ ان کا چھپانا دستانہ کے ذریعہ سے ہو یا کسی اور طریقے سے، جہاں تک حالت احرم میں دستانے پہننے کی بات ہے تو یہ ناجائز ہے اس لئے کہ عورت کو اس سے منع کیا گیا ہے اور یہ محظورات احرام میں سے ہے اور اس کے اوپر غیر محرم مردوں کی نظروں سے اپنی ہتھیلی کو دستانہ کے بغیر اپنے کپڑے یا اپنے چوغہ سے چھپانا واجب ہے اور احرام کی حالت کے علاوہ میں عورت کا بوقت ضرورت دستانے پہننا جائز ہے اس لئے کہ اسے صرف حالت احرام میں پہننے سے منع کیا گیا ہے.

سوال ۴۱: کیا عورت کا خانہ کعبہ کے اردگرد مردوں کے ساتھ ازدحام

کرنا جائز ہے؟

جواب ۴۱: عورت کا مطلق طور پر کسی بھی جگہ مردوں کے ساتھ بھیڑ بھاڑ کرنا حرام ہے اور خصوصا طواف کی حالت میں، کیونکہ اس کے اندر فتنہ ہے اور طواف میں بھیڑ بھاڑ کرنے کی حرمت تو اور سخت ہے، لہذا اس کے اوپر بحالت طواف ازدحام سے اجتناب کرنا واجب ہے بایں طور کہ وہ ایسے مواقع تلاش کرے جن میں ازدحام نہ ہوتا ہو یا مطاف کے کسی گوشہ میں طواف کرے، اگر چہ وہ کعبہ سے دور ہوکر کرے کیونکہ اس کے اندر زیادہ حفاظت اور نقصان اور فتنہ سے دور رہنے کا پہلو ہے.

سوال ۴۲: اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے جو دوران حج اپنی بیوی سے ہم بستر ہو؟

جواب ۴۲: محرم کے لئے اپنی بیوی سے لطف اندوز ہونا نہ تو مباشرت کے ذریعہ جائز ہے نہ جماع کے ذریعہ، اور نہ ہی ایسی گفتگو کے ذریعہ سے جو جماع والی بات پر مشتمل ہو، کیونکہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ

کرنے اورلڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے'' (البقرہ: ۱۹۷) اور ''رفث''
سے مراد جماع اوراس کے اسباب ہیں خواہ وہ بات چیت کی شکل میں ہو یا
نظر کے واسطہ سے ہو یا کسی اور طرح سے ہواور: ﴿فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ﴾
کا مطلب ہے کہ حج کا احرام باندھے، ہاں اگر مناسک حج کی ادائیگی کر کے
اپنے احرام سے حلال ہو جائے کہ وہ (عید کے روز) جمرہ کبری کو کنکری
مارے اور اپنے سر کے بالوں کو مونڈا لے یا ان کی تقصیر کرا لے اور طواف
افاضہ کے بعد اگر اس کے اوپر سعی کرنی ہے تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی
کرلے جب یہ تین مناسک ادا کر لے تو اس کا اپنی بیوی سے مباشرت اور
مجامعت کرنا جائز ہو جاتا ہے.

سوال ۴۳: کیا والدہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے متوفی عنہ (وفات
شدہ) بیٹے کی طرف سے حج کرے جب کہ وہ اپنی طرف سے فریضہ حج سے
سبکدوش ہو چکی ہیں؟

جواب ۴۳: اگر وہ اس سے قبل اپنی جانب سے فریضہ حج ادا کر چکی
ہیں تو ان کا اپنے متوفی بیٹے کی جانب سے حج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے
اور بالخصوص جب اس (بیٹے) نے اپنی جانب سے حج نہ کیا ہو.

سوال۴۴: پیغام دینے والے کا ٹیلیفون پر اپنی مخطوبہ کے ساتھ گفتگو کرنا کیسا ہے کیا شرعی طور پر جائز ہے یا ناجائز؟

جواب۴۴: پیغام دینے والے کا اپنی مخطوبہ کے ساتھ ٹیلیفون پر گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر یہ چیز لڑکی کو اس کے انتخاب کرنے کے بعد ہو اور بات چیت تبادلہ خیال کے لئے ہو رہی ہو اور بقدر ضرورت ہو اور اس کے اندر کوئی فتنہ نہ ہو، جب یہ گفتگو اس کے سرپرست کے توسط سے ہو تو شک وشبہ سے بالکل محفوظ ہے، لیکن وہ گفتگو جو مردوں اور عورتوں اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان بغیر پیغام نکاح کے محض تعارف کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ ان کی اصطلاح ہے تو یہ امر منکر اور حرام اور فتنہ اور برائی کے اندر پڑنے کا موجب ہے. اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا﴾ "پس نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو" (الأحزاب: ۳۲).

پس عورت اجنبی مرد سے ضرورت کے وقت ہی گفتگو کرے اور ایسی

گفتگو کرے جس کے اندر کسی طرح کا شک وشبہ اور فتنہ نہ ہو.

سوال ۴۵: فضیلۃ الشیخ آپ کا کیا خیال ہے کہ عنوسہ پن (بغیر نکاح کے بڑی عمر تک بیٹھے رہنا) جیسے مسئلہ پر کنٹرول کرنے کا مثالی طریقہ تعدد زوجات ہے ، جو کہ ہمارے معاشرے میں عام ہو چکا ہے؟

جواب ۴۵: ہاں ، عنوسہ پن پر کنٹرول کرنے کا ایک ذریعہ تعدد زوجات ہے؛ پس عورت کسی ایسے مرد سے شادی رچائے جو اس کی کفالت وحفاظت کرسکتا ہو اور اس کے نطفہ سے اولاد کے جنم لینے کی امید ہو، اگرچہ وہ مرد کی چوتھی بیوی ہو، نکاح کے مصالح سے محروم اور فتنہ سے بچنے کے لئے اس کا بیوہ رہنے سے بہتر شادی کر لینا ہے، اسی مصلحت کے پیش نظر شریعت نے مرد کو ایک سے زائد شادی کرنے کی اجازت دی ہے، نیک شوہر کی نیک بیوی ہوگی اور بسا اوقات عورت تنگی میں زندگی گزارتے ہوئے مشقت کا سامنا کرتی ہے جب کہ شادی کر لینے سے یہ تنگی بہت سارے فوائد میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہوشیار انسان مصالح و مفاسد اور فوائد ونقصانات کے درمیان مقارنہ کرتا ہے اور ان میں سے راجح پہلو کو اپناتا ہے، اور شادی کے مصالح ان نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں جو

تعدد کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں، واللہ اعلم.

سوال۴۶: کیا باکرہ لڑکی کی شادی اس کے والد کی اجازت کے بغیر جائز ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکی کے درمیان دوستی کرنے کے دائرے میں جو خطوط اور ٹیلیفونی گفتگو کا سلسلہ چلتا ہے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب ۴۶: عورت کا اپنے والد کی اجازت یا اپنے کسی بھی ولی کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا ولی ہے اور وہ اس سے بہتر طریقے سے دیکھے گا مگر والد کے لئے ناجائز ہے کہ اپنی بیٹی کو نیک کفو کے ساتھ شادی کرنے سے روکے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کو کوئی ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کے اخلاق اور اس کی امانت داری سے تم خوش ہو تو اس کی شادی کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرتے تو روئے زمین پر بڑا فتنہ و فساد رونما ہوگا (اسے ترمذی نے اپنی سنن کے اندر ۴۲/۴، ۴۳ اور ابن ماجہ نے اپنی سنن کے اندر ۱/۶۳۲، ۶۳۳ میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے).

اور لڑکی کے لئے موزوں نہیں کہ ایسے شخص سے شادی کرنے پر مصر رہے جس سے اس کے والد اور اس کے دیگر اولیاء ناخوش ہوں اس لئے

کہ والد کی نگاہ اس سے دوررس ہے اور اسے نہیں پتہ کہ شاید خیر کا پہلو اس کے ساتھ شادی نہ کرنے میں ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَعَسَىٰٓ اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ﴾ ''اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو (البقرہ:۲۱۶) اور اس کو یہ دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک جوڑا عنایت کرے اور لڑکیوں کے لئے ناجائز ہے کہ ان کے درمیان اور کسی نوجوان لڑکے کے درمیان گفتگو اور ٹیلیفون کا سلسلہ چلے اس لئے کہ بسا اوقات اس کا بڑا بھیانک انجام ہوتا ہے اور اس کی خواہش یہ نوجوان کرتے ہیں اور اس سے لڑکیوں کی حیاء ناپید ہوجاتی ہے اور اس کے اندر بہت سارے فتنے ہیں.

سوال ۴۷: اس عورت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو اپنے شوہر کی بات نہیں سنتی اور اس کی اطاعت نہیں کرتی اور بہت سارے امور میں اس کی خلاف ورزی کرتی ہے جیسے کہ اس کی اجازت کے بغیر باہر نکل جایا کرتی ہے اور کبھی کبھار بغیر اس کی جانکاری کے اچانک غائب ہوجاتی ہے؟

جواب ۴۷: عورت کے اوپر واجب ہے کہ معروف طریقے سے اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی کرنا اس کے اوپر حرام ہے اور اس

کے لئے اس کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر آدمی اپنی بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے اور شوہر غصہ کی حالت میں رات گزاردے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت کے اوپر لعنت بھیجتے رہتے ہیں (دیکھئے صحیح بخاری ۶/۱۵۰ ابوہریرہ کی حدیث متفق علیہ) اور آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ نے ان کے لئے ان کی عورتوں کے اوپر حقوق رکھے ہیں (اسے ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر حضرت قیس بن سعد کی حدیث سے روایت کیا ہے ۲/۲۵۰).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِى تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ " مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم

موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بدد ماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو'' (النساء:۳۴).

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مرد کو عورت کے اوپر قوّامیت (نگہبانی اور دیکھ ریکھ کا حق) حاصل ہے اور جب عورت اس کا انکار کرے تو اس کے ساتھ سخت کارروائی کرے، جو بھلائی کے اندر اس کی اطاعت کرنے اور جائز امور میں اس کی مخالفت کرنے کی حرمت پر دلالت کرتا ہے.

سوال ۴۸: میں اپنے شوہر کی وفادار بیوی اور احکام ربانی کا پاس کرنے والی عورت ہوں، مگر میں خوش روئی اور بشاشت کے ساتھ اس سے نہیں ملتی اس لئے کہ اس نے اپنے اوپر واجب شدہ حقوق (کسوہ) کی ادائیگی نہیں کی اور میں اس سے ہم بستر نہ ہوئی کیا اس سلسلے میں میرے اوپر کوئی گناہ ہے؟

جواب ۴۸: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان حسن معاشرت کو واجب قرار دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے تئیں واجب ہونے والی ذمہ داری کو نبھائے تاکہ ازدواجی منفعت و مصلحت

برآئے اور میاں بیوی دونوں کے اوپر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس تقصیر اور سوء معاشرت پر صبر سے کام لیں جو آپس میں پیدا ہوتی ہیں اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرے اور یہی خاندان کے تحفظ اور اس کی اعانت کرنے اور زوجیت کی بقاء کا سبب ہے، پس اے سائلہ! ہم تجھے نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے شوہر کی جانب سے ہونے والی کمی پر صبر سے کام لو اور اپنی زوجیت کی ذمہ داری کو نبھاؤ پس انجام بہتر ہوگا ان شاء اللہ اور بسا اوقات عورت کا اپنی ذمہ داری نبھانا اس بات کا سبب بنتا ہے کہ شوہر اپنے کیئے پر شرمندہ ہو.

سوال ۴۹: اس شخص کا کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کو اس کے اہل خانہ کے پاس جانے سے روکتا ہے کہ وہ لوگ زوجین کی زندگی میں دخل اندازی کرتے ہیں اور مشاکل پیدا کرتے ہیں؟ اور بیوی کی اپنی صلہ رحمی کا سب سے کم تر درجہ کیا ہے؟ اور کیا صرف خط و کتابت اور ٹیلیفون پر ہی اکتفا کر لے؟

جواب ۴۹: ہاں، آدمی کو زیب دیتا ہے کہ اپنی بیوی کو ان کے پاس جانے سے منع کرے اگر ان کے یہاں جانے سے اس کے دین کے اندر

خرابی اوراس کے شوہر کے حق میں کمی در آتی ہو،اس لئے کہ اس کو اس حالت میں روکنا برائی کو ختم کرنے کے لئے ہے اور عورت کے لئے ممکن ہے کہ وہ ان کی صلہ رحمی کرے ان کے پاس جائے ،ٹیلیفون اور خط وکتابت سے صلہ رحمی کرنا ممکن ہے اگر اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہوتی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو'' (التغابن:۱۶) اس شخص کے بارے میں سخت وعید آئی ہے جو کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کی خلاف ورزی پر ابھارتا ہے اور شوہر سے نفرت دلاتا ہے چنانچہ حدیث کے اندر آیا ہے وہ شخص ملعون ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف نفرت میں مبتلا کرے (اسے ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر ۲/۲۶۰، ۲۶۱ اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ۲/۱۹۶ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے).

اوراس کا مطلب ہے اس (عورت) کے اخلاق کو اس کے خلاف برباد کرے اور اس سے اس کو نفرت دلانے کا سبب بنے.

اور بیوی کے اہلِ خانہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کے درمیان اور اس کے شوہر کے درمیان بھلائی کے خواہاں ہوں کیونکہ اسی میں بیوی اور اس کے

اہل خانہ کی بھلائی ہے .

سوال ۵۰: کیا شوہر کے لئے جائز ہے کہ بیوی کو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے روکے اور خاص طور پر والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے؟

جواب ۵۰: صلہ رحمی کرنا واجب ہے اور شوہر کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کو اس سے روکے ، اس لئے کہ قطع رحمی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور بیوی کا اس امر میں اس کی اطاعت کرنا نا جائز ہے، اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے، بلکہ اپنے خصوصی مال سے ان سے صلہ رحمی کرے اور ان سے خط وکتابت کرے اور ان کی زیارت کرے، ہاں اگر زیارت کرنے سے کوئی خرابی شوہر کے تعلق سے پیدا ہوتی ہو یا اندیشہ ہو کہ اس کا قریبی اسے اس کے شوہر کے خلاف برباد کردے گا تو شوہر کو حق ہے کہ اس کو اس کی زیارت کرنے سے روکے، لیکن بغیر زیارت کے کسی ایسی طریقے سے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرے جس کے اندر کوئی خرابی نہ ہو، واللہ اعلم .

سوال ۵۱: ہمارے یہاں بہت سارے لوگوں کے یہاں یہ عادت

پائی جاتی ہے کہ جب کسی کے گھر کوئی بچہ یا بچی پیدا ہوتی ہے اور کچھ لوگ جو ان سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں تو اس بچہ یا بچی کے لئے تحفہ لے کر جاتے ہیں جسے وہ لوگ تحفہ مولود کا نام دیتے ہیں اور لوگ اس سے شناسا ہو چکے ہیں اور اسی طرح یہی معاملہ ہر اس شخص کے ساتھ پیش آتا ہے جو نئے گھر کے اندر منتقل ہو یا شادی کرے تو کیا اللہ عزوجل کی شریعت کے اندر اس کی کوئی اصل ہے اور کیا اس شکل میں اس کے انجام دینے میں کوئی شرعی رکاوٹ ہے، آپ مجھے فتویٰ سے نوازیں اللہ آپ کو برکت عطا فرمائے؟

جواب ۵۱: نومولود کو اور نو وارد گھر والے کو اور شادی کرنے والے کو تحفہ دینے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، ہاں اس تعلق سے غلو نہ کرے اور طاقت نہ رکھنے والے فقیروں کے اوپر اس کو لازم نہ کرے، بلکہ اختیاری معاملہ ہونا چاہئے اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق حسن اخلاق اور بھلی عادات سے ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ پیش کرو اور آپس میں محبت کرو'' (اسے امام مالک نے اپنی مؤطا کے اندر عطاء بن ابو مسلم عبداللہ الخرسانی سے روایت کیا ہے ۹۰۸/۲).

اور اس کے اندر ضرورت مند شادی کرنے والے کی اعانت ہے اور

فقیر کے تعلق سے مکان کے لئے سامان اندوزی ہے، واللہ اعلم.

سوال ۵۲: ایک عورت جس نے اپنے سگے بھائی کو دودھ پلایا تو ان دونوں کے لڑکوں کا آپس میں شادی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۵۲: جب عورت اپنے سگے بھائی کو دودھ پلائے تو وہ اس کا بیٹا ٹھہرا اور اس کے بچے اس عورت کے بچے قرار پائے تو رضاعت کے اعتبار سے وہ ان کی دادی ہوئی اور اس عورت کے بچے دودھ پینے والے کے بھائی اور اس کے بچوں کے چچا ہوئے تو اس حال میں ان کے مابین رشتہ ازدواج جائز نہیں ہے، اس لئے کہ دودھ پلانے والی عورت کے بچے دودھ پینے والے کے بچوں کے چچا ہوئے اور دودھ پینے والے کے بچے رضاعت کی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت کے پوتے ٹھہرے اور اس کی بیٹیاں اس کی چچیاں قرار پائیں اس طرح یہ دودھ پینے والا شخص دودھ پلانے والی عورت کا بیٹا اور اس کے بیٹوں کا بھائی قرار پایا.

سوال ۵۳: میری بیوی کی مجھ سے اَن بن ہوگئی، میں نے اسے مارا نتیجۃً اس کے ڈاڑھ کے دانت ٹوٹ گئے پر اپنی جگہ سے اکھڑے نہیں تو کیا میرے اوپر قصاص ہے اور میری بیوی سے میرا اتفاق اس بات پر ہوا کہ

میں اس کے ضرر کے عوض کچھ بدل ادا کر دوں، کیا آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے؟ آپ ہمیں آگاہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

جواب ۵۳: یہ غیر موزوں ہے کہ منازعت اس درجہ کو پہنچ جائے کہ لڑائی جھگڑا کا معاملہ زخم اور توڑ پھوڑ تک پہنچ جائے مسلمانوں کے درمیان یہ چیز جائز نہیں اور میاں بیوی کی درمیان تو انتہائی معیوب ہے اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حسن معاشرت کا حکم دیا ہے اور جہاں تک دانت کے ٹوٹ جانے اور اس کے اندر واجب ہونے والی چیز کا تعلق ہے تو اس کے تعلق سے دو حالات ہیں:

پہلی حالت یہ ہے کہ آپ دونوں آپس میں صلح کر لیں یا تو وہ یوں ہی تم کو درگزر کر دے اور معاف کر دے اور یہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے'' (الشوری: ۴۰) اور یا تو وہ تم کو کسی عوض کے تحت معاف کرے جو تم اس کو دو، یہ صلح کے قبیل سے ہے اور مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر ایسی صلح نہ ہو جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام ٹھہرائے.

دوسری حالت یہ ہے کہ اس تعلق سے فیصلہ اور دیت طلب کی جائے جس کی ادائیگی واجب ہو اور اس صورت میں شرعی کورٹ تک جانا ہوگا تاکہ کورٹ اس قضیہ کے اندر غور کرے اور اس جرم کے تعلق سے مستحق مال کی تعیین کرے.

سوال ۵۴: ایک عورت نے مشاکل کے پیش نظر ایک پیالہ میں اپنے شوہر کے لئے زہر ملایا تو شوہر نے دودھ کے پینے سے انکار کردیا، پس پیالہ لانے والی ان دونوں کی بیٹی نے اسے پی لیا اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے اندر زہر ہے پس وہ انتقال کرگئی ،تو کیا لڑکی کے انتقال کرجانے کی وجہ سے ماں کا محاسبہ ہوگا، حالانکہ اس سے بیٹی کو مارنا مقصود نہیں تھا؟ یا پھر اسے قتل عمد یا قتل خطا مانا جائے گا اور کیا ان دونوں حالات کے اندر اس کے اوپر کفارہ ہے؟

جواب ۵۴: یہ ایک بڑا جرم ہے اور ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ناجائز طریقے سے نفس کے قتل کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

ترجمہ: (النساء: ۹۳).

اور ناجائز طریقے سے قتل کو شرک کے اندر شمار کیا گیا ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ ''اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں (الفرقان: ۶۸-۷۰).

اور اس سلسلے میں بکثرت آیات وارد ہیں اور ناجائز طریقے سے مسلم شخص کو قتل کرنا حرام ہے، خواہ ہتھیار سے قتل کرے یا اسے زہر دے کر قتل کرے یا کسی اور چیز سے قتل کرے، تو اس کے اوپر یہ سخت ترین وعید اور یہ تحریم منطبق ہوگی والعیاذ باللہ ، اور مسئلہ دریافت کرنے والی اس عورت

نے اپنے شوہر کو زہر دے کر اسے قتل کرنے کا جو اقدام کیا ہے بڑا جرم ہے اور اسے یاد ہے کہ شوہر زہر آلود دودھ پینے سے محفوظ رہا اور اس کی لڑکی نے اسے پی لیا جس سے وہ مرگئی، ہم کہتے ہیں کہ تمہارے لئے ضروری تھا کہ اس دودھ کو اٹھا کر دور رکھ دیتی اور تمہارا اسے اس جگہ چھوڑ دینا ہی قتل کا موجب بنا، پس معاملہ انتہائی خطرناک ہے اور تمہارے اوپر اللہ سے توبہ کرنا لازمی ہے اور تمھارے اوپر کفارہ ہے جو کہ ایک مومنہ کی گردن آزاد کرنا ہے، طاقت نہ ہونے کی صورت میں مسلسل دو مہینے کا روزہ رکھنا ہے (مزید مقتول کے ورثہ کو دیت دینا ہے مگر یہ کہ وہ معاف کردے).

سوال ۵۵: بہت ساری عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے ساتھ ناف سے گھٹنے تک ہے پس بعض عورتیں انتہائی تنگ ملابس زیب تن کرنے میں یا ایسے کھلے کپڑوں کے استعمال میں کوئی تردد نہیں کرتیں جس سے کہ سینہ اور ہاتھوں کا ایک بڑا حصہ دکھائی دینے لگے، اس تعلق سے آپ کی کیا تعلیق ہے؟

جواب ۵۵: مسلمان عورت سے حیا و شرم مطلوب ہے اور اسے اپنی دوسری بہنوں کے لئے نمونہ ہونا چاہیئے ،اور عورتوں کے ہجوم میں انہی

اعضاء کو ظاہر کرے جسے پابند مسلمان عورتیں آپس میں ظاہر کرتی ہیں یہی احتیاط کا پہلو ہے اس لئے کہ جن اعضاء کو ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کے اندر سستی سے کام لینے میں بے حیائی اور بے پردگی کا خدشہ ہے، واللہ اعلم.

سوال ٥٦: کیا عورتوں کا عورتوں کے سامنے تنگ لباس کا پہننا رسول ﷺ کی اس حدیث کے اندر داخل ہے جس کے اندر آپ فرماتے ہیں کہ کچھ عورتیں ایسی ہوں گی جو ظاہری طور پر لباس پہنے ہوں گی مگر ان کے جسم ننگے ہوں گے ، الخ (اسے امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے: ١٦٨٠/٣).

جواب ٥٦: اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا ایسے تنگ لباس پہننا جس سے اس کے بدن سے فتنہ میں مبتلا کر دینے والے اعضاء ظاہر ہونے لگیں ناجائز ہے، صرف اپنے شوہر کے پاس ان کا اظہار کرنا جائز ہے جہاں تک شوہر کے علاوہ دوسری جگہ ظاہر کرنے کی بات ہے تو یہ ناجائز ہے یہاں تک کہ اگر چہ صرف عورتوں ہی کی مجلس ہو کیونکہ وہ اس طرح دوسروں کے لئے برا نمونہ بنے گی جب اسے یہ عورتیں یہ لباس پہنے ہوئے دیکھیں گی تو

اس کی پیروی کریں گی تاہم اسے شوہر کے علاوہ ہر کسی سے اپنی ستر پوشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر عام طور پر جو اعضاء عورتوں کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ اور پیر جن کو کھولنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۵۷: میرے چار لڑکے ہیں اور میں ان کے سامنے تنگ لباس پہنتی ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۵۷: عورت کے لئے ناجائز ہے کہ اپنے بچوں اور اپنے محارم کے سامنے تنگ لباس پہنے، اور ان کی موجودگی میں صرف انہیں اعضاء کو ظاہر کرے جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ نہ ہو اور وہ عام طور پر ظاہر ہوتے ہوں اور تنگ لباس صرف اپنے شوہر کے لئے پہنے.

سوال ۵۸: کیا مرد کا پینٹ میں نماز پڑھنا اسی طرح عورت کا پینٹ میں نماز پڑھنا جائز ہے مزید عورت جب ایسا باریک لباس پہنے جس سے جسم کے اعضاء ظاہر نہ ہوتے ہوں تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب :۵۸: ایسے لباس جس سے جسم کے اعضاء ظاہر ہوتے ہوں اور عورت کا بدن اور اس کی چوٹی اور اس کے بدن کے نشیب و فراز ظاہر

ہوتے ہوں تو ان کا پہننا جائز نہیں ہے، جہاں تک فی نفسہ نماز کی بات ہے جب انسان نماز پڑھے اور اس کے اعضائے پردہ اس لباس سے ڈھکے ہوئے ہوں تو فی نفسہ اس کی نماز پردہ ہونے کی وجہ سے صحیح ہے، لیکن جو شخص تنگ لباس پہنے وہ گنہ گار ہوگا کیونکہ بسا اوقات لباس کے تنگ ہونے کی وجہ سے شرائع نماز کے اندر خلل ہوسکتا ہے یہ تو ایک پہلو ہوا اور دوسرے پہلو سے فتنہ کا سبب اور اس کی جانب نگاہوں کے پھرنے کا سبب ہوسکتا ہے اور عورت کے تعلق سے بالخصوص یہ بات ہوسکتی ہے، پس اس کے اوپر واجب ہے کہ کشادہ مکمل ڈھانکنے والے کپڑے سے چھپائے جو اس کو چھپا سکے اور جس سے اس کے جسم کے اعضاء کی ترجمانی نہ ہوتی ہو اور وہ لباس باریک اور انتہائی شفاف نہ ہو، بلکہ عورت کو مکمل طرح سے ڈھانکنے والا ہو اس کے بدن کی کوئی چیز ظاہر نہ ہوتی ہو اتنا تنگ نہ ہو جو اس کی پنڈلیوں اور اس کے بازوؤں اور اس کی ہتھیلیوں تک نہ پہنچے اور غیر محرم مردوں کے پاس بے پردہ بھی نہ رہے بلکہ اس کے تمام اعضائے بدن کو ڈھانکتا ہو اور انتہائی شفاف نہ ہو بایں طور کہ اس کے پیچھے سے اس کا بدن اور اس کا رنگ دکھائی پڑے، پس یہ ڈھانکنے والا لباس نہیں سمجھا جائے گا، اور نبی ﷺ نے صحیح

حدیث کے اندر خبر دی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ جہنم میں ایسے ہوں گے جن کو میں نے نہیں دیکھا؛ ایسے لوگ جن کے ساتھ گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مار رہے ہوں گے اور کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو ظاہرا لباس پہنی ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی ہوں گی ان کے سر اونٹوں کے کوہان کے مانند ہوں گے ان کو جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی (اسے امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ۱٦٨٠/۳).

پس کاسیات کا مطلب ہے کہ وہ کچھ لباس پہنی ہوں گی، لیکن درحقیقت وہ ننگی ہوں گی اس لئے کہ یہ کپڑے ڈھانکنے والے نہیں ہوں گے پس ظاہر میں تو لباس زیب تن کئے ہوں گی مگر بباطن ننگی ہوں گی کیونکہ ان کپڑوں سے پردہ پوشی نہیں ہوتی پس ان کی شکل کپڑوں کی ہے مگر ان کپڑوں کا مقصد لا حاصل ہے کیونکہ یا تو یہ کپڑے بہت ہی باریک ہیں یا انتہائی تنگ (چست) ہیں یا جسم کے اوپر بہت ہی ہلکے ہیں پس مسلمان عورتوں کے اوپر واجب ہے کہ اس سے متنبہ ہوں.

سوال ۵۹: کچھ عورتوں کے یہاں مغربی فیشن (تہذیب) کا یہ ماڈل

چل پڑا ہے کہ وہ تنگ پینٹ زیب تن کرتی ہیں اور ان کو قبولیت اور خوش آمدیدگی سے دیکھا جاتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۵۹: عورت کا ایسے لباس زیب تن کرنا جائز نہیں ہے جس کے اندر مردوں سے مشابہت اور کافر عورتوں کی مشابہت پائی جاتی ہو اور اسی طرح اس کے لئے ایسے تنگ لباس پہننا بھی جائز نہیں ہے جس سے اس کے بدن کے نشیب وفراز ظاہر پڑتے ہوں اور اس سے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو اور پینٹ کے اندر یہ سارے خدشات پائے جاتے ہیں پس عورتوں کا اس کا پہننا ناجائز ہے.

سوال ٦٠: آپ کی نظر میں نقاب کے تعلق سے شرعی حکم کیا ہے، میں شریعت کی پابند اور اپنی نمازوں اور ازدواجی ذمہ داریوں کا لحاظ کرنے والی عورت ہوں، لیکن میں گھر سے نکلتے وقت صرف اپنی آنکھ جس کے اندر چہرہ داخل ہے اس لئے نکال لیتی ہوں تا کہ باہر کا ماحول دیکھ سکوں باوجود اس کے کہ میرا بدن ڈھکا رہتا ہے اور میں ہاتھوں میں دستانہ استعمال کرتی ہوں اور دونوں آنکھیں کھولنے کا سبب یہ ہے کہ میں اپنی نگاہ کی کمزوری کا احساس کرتی ہوں.

جواب٦٠: نقاب یا برقع سے چہرہ کوڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کے اندر صرف آنکھوں کے لئے دوسوراخ بنائے گئے ہوں، اس لئے کہ یہ نبی ﷺ کے زمانہ میں معروف تھا (دیکھئے صحیح بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ۱۴۶/۲) اورضرورت کے پیش نظر ہے پس اگر صرف نگاہیں ہی ظاہر ہوتی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے خاص طور پر اگر عورت کی عادت عام طور پر معاشرہ میں اس کے پہننے کی ہواور اگر اس کے چہرہ کا کچھ حصہ ظاہر ہورہا ہوتو یہ ناجائز ہے.

سوال٦١: کیا حجاب کا تعلق عورت کے ساتھ کلام سے ہے یا اس کے بدن اور جسم کے چھپانے سے اس کا تعلق ہے، اس لئے کہ بعض عورتیں کلام اورسلام کا جواب دینے سے پردہ کرتی ہیں تو شرعی حجاب کی حقیقت کیا ہے؟

جواب٦١: حجاب شرعی یہ ہے کہ عورت اپنے تمام اعضائے جسم کو غیر محرم مردوں سے ایسے لباس کے ذریعہ سے چھپائے جو باریک اور تنگ نہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ ''تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو'' (الأحزاب: ۵۳) پس اگر کوئی معترض یہ کہے کہ اس سے مراد نبی ﷺ کی بیویاں ہیں تو ہم اس سے کہیں گے کہ اگر نبی ﷺ کی

بیویوں کوان کی پاکیزگی اور پرہیز گاری کے باوجود حجاب کا حکم دیا گیا تو ان کے علاوہ دیگر عورتیں تو بدرجہ اولیٰ داخل ہیں اور مزید اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب یہ بیان فرمایا: ﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ''تمہارے اوران کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے''

(الأحزاب:۵۳).

اور یہ ایک عام علت ہے اس لئے کہ دلوں کی پاکیزگی ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت سے مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾(النور:۳۱) یعنی دیوار کے پردے کے پیچھے سے یا کسی ایسے دروازے سے یا کپڑے سے جس سے لوگوں کی نظروں سے عورت کے تمام اعضاء کی حفاظت ہوتی ہو اور فتنہ کے اندیشہ سے عورت کا تحفظ ہوتا ہو اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ''اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں'' (النور: ۳۱)

دوپٹہ عورت کے سر کا غلاف ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اسے اپنے سینے پر ڈالنے اپنے تمام سر کو ڈھانکنے کے بعد حکم دیا ہے اور اس سے اس کے چہرہ کا

ڈھانکنا لازم آتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ "اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی" (الأحزاب:٥٩).

اور جلباب سے مراد وہ بڑا کپڑا ہے جس سے عورت اپنے تمام جسم کو چھپائے، اللہ تعالیٰ نے اسے چہرہ پر ڈالنے کا حکم دیا جو عورت کے فتنہ کے تمام بڑے اعضاء میں سے ہے تاکہ وہ مردوں کی نظروں اور فتنوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے اور جہاں تک عورت کا مرد سے گفتگو کرنے کا مسئلہ ہے تو اگر ضرورت ہو اور اس کی آواز عام ہو جس کے اندر کوئی ایسی لچک نہ ہو جس سے سامع فتنہ میں پڑ جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ "پس نرم لہجے میں بات نہ کرو پس جس کے دل میں روگ ہے وہ برا خیال کرے اور

بھلی بات کہو'' (الأحزاب:۳۲).

پس اپنی آواز بلند نہ کرے اور اس سے بڑے نرم انداز میں بات چیت نہ کرے اور ضرورت کے پیش نظر ہی مرد سے بات کرے اور ایسی آواز میں بات کرے جس کے اندر فتنہ نہ ہو، واللہ اعلم.

سوال ٦٢: بعض عورتیں اپنے چہرہ کو کھولے رہتی ہیں اور پورے بدن کا پردہ کرتی ہیں بایں طور کہ اپنے بالوں اور اپنے ہاتھوں کو چھپاتی ہیں اور مطلقاً زیب وزینت نہیں کرتیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب ٦٢: عورت کے اوپر واجب ہے کہ وہ علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق اپنے چہرہ کو چھپائے اس لئے کہ چہرہ عورت کے بدن کے اندر ایک بڑی زینت ہے اور اسی کی جانب نظریں ملتفت ہوتی ہیں اور اس کو لے کر شعراء غزل سرائیاں کرتے ہیں اور اس کے پردہ کے وجوب کے متعلق دلائل بکثرت ہیں انہی میں سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ ''اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر لٹکا لیا کریں'' (النور:۳۱).

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو دوپٹے ڈالنے کا حکم دیا جو سروں کے غلاف ہیں

تا کہ اس کے ذریعہ اپنے سینوں کے ظاہری حصوں کو چھپا سکیں اور اس میں لازمی طور پر چہرہ کا چھپانا ہے اس لئے کہ اگر دوپٹے کو سر سے لٹکایا جائے تا کہ اس سے سینہ ڈھک جائے اس سے لازم آتا ہے کہ چہرہ سے ہو کر گزرے اور اس پر ڈالے اس لئے کہ چہرہ سر اور سینہ کے مقابلے میں سخت ترین فتنہ کی شئے ہے پس اس کا چھپانا واجب ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ ذَالِكُم أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ﴾ اور جب تم کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہی تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی ہے'' (الأحزاب:۵۳).

اور حجاب کا مطلب ہے کہ عورت غیر محرم مرد سے بدن کو چھپائے خواہ پردہ دیوار ہو یا دروازہ ہو یا لباس ہو اور یہ عورت کے پورے بدن کے چھپانے پر دلالت کرتا ہے اور اسی میں سے چہرہ بھی ہے اور اس کی علت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی کہ یہ مردوں اور عورتوں کے دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور طہارت ہی اصل مطلوب ہے اور حجاب اختیار نہ کرنے کی صورت میں فتنہ کے در آنے کا اندیشہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ

لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ ﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'' (الأحزاب:٥٩). اور جلباب سے مراد چادر ہے

اور جہاں تک حدیث سے دلائل کی بات ہے تو ان میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں اور جب ہمارے پاس سے مرد گزرتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنا دوپٹہ اپنے چہرہ پر ڈال لیتی پس جب وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے تو ہم اسے کھول لیتیں (اسے ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر ۱۷۳/۳ اور ابن ماجہ نے اپنی سنن کے اندر ۹۷۹/۲ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے).

سوال ٦٣: کیا عورت کا نابینا اساتذہ کے سامنے پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

جواب ٦٣: عورت کا نابینا مرد سے پردہ نہ کرنے کے تعلق سے علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ حدیثیں مختلف طرح سے وارد ہیں پس ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اور دوسری حدیث کے اندر اس سے عدم پردہ کی دلیل ملتی ہے، حضرت

امّ سلمہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو ابن مکتوم سے پردہ کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا وہ اندھے نہیں ہیں نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کو پہچان سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو (اسے ابوداؤد نے اپنی سنن کے اندر ۴/۶۲، ۶۳ اور ترمذی نے اپنی سنن کے اندر ۸/۱۹ میں ام سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے).

پس یہ حدیث عورت کا نابینا شخص سے پردہ کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے جب کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ابن ام مکتوم کی گھر میں عدت گزاریں اور آپ نے فاطمہ سے فرمایا کہ وہ ایک اندھے آدمی ہیں ان کے پاس تو اپنے کپڑے اتار سکتی ہے (اسے امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر ۲/۱۱۱۵ حضرت ابوسلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے).

اور راجح بات یہ ہے کہ اس کے اوپر نابینا شخص سے پردہ کرنا واجب نہیں ہے یعنی اس کی موجودگی میں چہرہ کا ڈھکنا واجب نہیں ہے، لیکن اس کی طرف دیکھنا ناجائز ہے. امام شوکانی دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد

فرماتے ہیں کہ اس کا جواب اس طرح سے دیا جانا ممکن ہے کہ اس سے نگاہ نیچی رکھنے کے ساتھ پردہ ہوسکتا ہے اور گھر میں رہنے اور دیکھنے میں کوئی تعارض نہیں ہے (دیکھئے شوکانی کی کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۲۴۸/۶).

اور امام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ بہت سارے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کے لئے اجنبی مردوں کی جانب شہوت سے اور بغیر شہوت سے دیکھنا ناجائز ہے (ان کا کلام ختم ہوا) اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ ''اور مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں'' (النور:۳۱).

سوال ۶۴: کیا عورت کے لئے خوشبو لگا کر نکلنا جائز ہے جب وہ ڈیوٹی پر یا اقرباء سے ملاقات کے لئے جارہی ہو؟

جواب ۶۴: عورت کے لئے اپنے گھر سے مسجد میں نماز کے لئے نکلنے یا اپنے اقارب کی زیارت کی لئے یا اپنے مناسب عمل (ملازمت) کے لئے نکلتے وقت خوشبو لگا کر نکلنا ناجائز ہے کیونکہ یہ باعث فتنہ بن سکتا ہے، جس طرح کہ اس کا زیب وزینت والے کپڑے پہن کر نکلنا ناجائز ہے بلکہ وہ باپردہ ہوکر باحشمت ہوکر بغیر خوشبو لگائے نکلے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ

کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو اور ان کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلا کریں (اسے ابوداؤد نے اپنی مسند کے اندر ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ۱/۱۵۲) اور امام احمد نے اپنی مسند کے اندر روایت کیا ہے ۲/۴۷۵).

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی عورت نے خوشبو لگایا تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو (اسے امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ۱/۲۲۸).

سوال ۶۵: خاص طور پر عورت کا بازار کے اندر ہاتھوں کا نکالنا کیسا ہے؟ اور کیا سفید یا سیاہ دستانہ پہننا افضل ہے؟ یہ واضح رہے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے اور دستانہ کا استعمال دین پسندی پر دلالت کرتا ہے اس سلسلے میں فضیلۃ الشیخ آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب ۶۵: جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال مال عطا کیا تو اللہ نے اس کے اوپر احسان عظیم کیا جس پر اس کو شکر ادا کرنا چاہئے اور یہ شکر اس میں سے صدقہ کر کے اور کھا پی کر اور بغیر اسراف اور غرور کے ہو اور بعض عورتیں جو بلا حاجت کے کپڑے خریدنے میں غلو سے کام لیتی ہیں اور ان کا مقصد صرف

اورصرف ناز ونخرے ہوتا ہے اور کپڑوں کی دکانوں میں ان کا جانا محض فخر ومباہات پر مبنی اور ان کے ماڈل اختیار کرنا ہوتا ہے ان سب کا تعلق حرام اسراف وتبذیر اور مال کو ضائع کرنے سے ہے اور مسلمان عورت پر اس میں میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان کے اندر مبالغہ سے بچنا اور بے پردگی سے دور رہنا ضروری ہے اور خاص طور پر اپنے گھروں سے نکلتے وقت اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ ''قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو'' (الأحزاب:۳۳).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ''مسلمان عورتو ں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا

اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے'' (النور:۳۱).

ان اموال کے تعلق سے بروز جزا ان سے باز پرس ہوگی کہاں سے ہم نے ان کو حاصل کیا اور کن مصارف میں ہم نے ان کو خرچ کیا؟

سوال ٦٦: عورت کا اپنے لباس دراز کرنا کیا یہ مستحب ہے یا واجب ہے؟ اور کیا پیروں پر موزے رکھنا کفایت کر جائے گا اگر کپڑے چھوٹے ہوں اس طرح کہ پنڈلی کا کوئی حصہ نظر نہ آئے اور عورت اپنا کپڑا گھٹنے تک رکھے یا ٹخنے تک؟ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ مسئلہ سے آگاہ کریں؟

جواب ٦٦: عورت سے مطلوب ہے کہ وہ اپنے تمام اعضائے بدن کو اجنبی مردوں سے چھپائے، اور اسی بنا پر اسے اپنا کپڑا ایک گز تک لٹکانے کے لئے حکم دیا گیا تا کہ اس کے پچھلے حصہ کی ستر پوشی ہو سکے جب کہ مردوں کو ٹخنے سے نیچے کپڑے لٹکانے سے منع کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ

عورت سے اس کے تمام اعضائے بدن کو چھپانا مقصود ہے اور اگر وہ پائتابے استعمال کرتی ہے تو اسے ستر پوشی کے سلسلے میں احتیاط کی قبیل سے مانا جائے گا اور یہ ایک مستحسن امر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کپڑے لٹکنے چاہئے جیسا کہ حدیث کے اندر وارد ہے، واللہ اعلم.

سوال ۶۷: ماڈل کی تقلید میں اور زینت اختیار کرنے کی نیت سے رنگین عینک کا استعمال کیسا ہے واضح رہے کہ اس کی قیمت ۷۰۰ ریال سے کم نہیں ہوتی؟

جواب ۶۷: حاجت کے پیش نظر ان عینکوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں بغیر ضرورت کے اسے نہ پہننا بہتر ہے خاص طور پر جب اس کی قیمت گراں ہو تو اسے فضول خرچی مانا جائے گا، جب کہ مزید اس کے اندر دھوکہ دھڑی ہوتی ہے اس لئے کہ اس سے آنکھ بلا کسی مقصد کے اپنی اصلی شکل میں نظر نہیں آتی.

سوال ۶۸: بسا اوقات بالوں کے تعلق سے خاص قسم کے فیشن چلتے ہیں پس بہت ساری عورتیں اس کے پیچھے دوڑ پڑتی ہیں، یہاں تک کہ وہ مردوں کی مانند اپنے بال کروالیتی ہیں یا ان کو مختلف رنگوں سے ڈائی کرتی

ہیں یا بالوں کو خوشبوؤں سے تر کرواتی ہیں اور ان کی لٹوں کو کھلا ہوا چھوڑ دیتی ہیں اور اس کی خاطر ان کو بیوٹی پارلر کی زیارت کرنی پڑتی ہے اور اس کے اندر ایک سو سے ایک ہزار ریال خرچ ہوتے ہیں اس تعلق سے آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب ۶۸: عورت کے سر کا بال اس کی خوبصورتی کی دلیل ہے اس سے ان کی دیکھ بھال اور خوبصورتی اور جائز دائرے کے اندر اس پر توجہ دینی مطلوب ہے اور اس سے یہ غیر محرم مردوں سے چھپانا مطلوب ہے اور حالت نماز میں ان کا چھپانا مطلوب ہے نبی ﷺ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر دوپٹہ کے بالغ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا ہے (اسے امام احمد نے اپنی مسند کے اندر ۲۱۸/۶ اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن کے اندر ۲۱۵/۱ میں حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے) اور یہاں حائضہ سے مراد وہ عورت ہے جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہو اور کاٹ چھانٹ کرنا اور مرد کے سر کے مشابہ اس کو بنانا اور اس کی تصویر کو مسخ کرنا یا بغیر کسی ضرورت کے اس کے رنگ کو تبدیل کرنا، یہ ساری چیزیں ناجائز ہیں مگر بڑھاپے میں سیاہی کے علاوہ کسی اور رنگ میں اس کو تبدیل کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح ان میں بہت سارے پیسے خرچ کرنا اور

بیوٹی پارلرز جانا جہاں بسا اوقات کام کرنے والے مرد ہوتے ہیں یا کافر عورتیں ہوتی ہیں نا جائز ہے بہتر تو یہ ہے کہ عورت اپنے بال اپنے گھر کے اندر درست کرے کیونکہ یہی اس کے لئے پردہ کا باعث ہے اور اس میں خرچ کم ہے.

سوال ۶۹: مغربی مجلّات سے ماخوذ کیفیات پر بالوں کو کترنا اور مخصوص ناموں کے ذریعہ معروف قسم کی کٹنگ کا کیا حکم ہے جو لوگوں کے درمیان رواج پذیر ہے اور یہ چیز مغرب سے در آئی ہے اگر یہ کٹنگ مسلم عورتوں کے بیچ بکثرت پھیل جائے تو کیا اس کو مشابہت کہا جائے گا یا نہیں؟ ہم اس کی تشفی بخش توضیح چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں کون سا ضابطہ ہے آگاہ فرمائیں اللہ آپ کو برکت دے اس لئے کہ تمام لوگ اس پریشانی کو جھیل رہے ہیں؟

جواب۶۹: ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے سر کے بال کو اس کے لئے خوبصورتی اور زینت کا ذریعہ بنایا ہے اور اس کے اوپر اسے کاٹنے کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ضرورت کے پیش نظر بلکہ اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرہ میں اس کے لئے اپنے سر سے انگلی کے پور کے برابر کاٹنے کو مشروع قرار دیا ہے

جب کہ بعینہٖ اسی وقت مرد کے لئے ان دونوں مناسک میں اسے حلق کرانے کو مشروع قرار دیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ عورت سے اس کے سر کے بالوں کا زیادہ کرنا مطلوب ہے نہ کہ ان کا کاٹنا مطلوب ہے مگر زینت کے علاوہ کسی دیگر ضرورت کے تحت مثلاً اسے کوئی بیماری ہو جس کی بنا پر وہ اسے کاٹنے پر مجبور ہو یا اپنی فقیری کی بنا پر اس پر خرچ کرنے سے قاصر ہو تو اس میں سے کچھ کاٹ کر تخفیف کر لے جیسا کہ بعض ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کے انتقال کے بعد کیا ہاں اگر اس کے کاٹنے کا مقصد مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یا کافر اور فاسق عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا ہو تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اگر یہ چیز مسلمانوں کے مابین بکثرت طریقے سے عام ہو جائے اور اس کا مقصد مشابہت ہو تو یہ حرام ہے اور اس کی کثرت اسے مباح نہیں قرار دے سکتی آپ ﷺ کا فرمان ہے جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے (اسے امام احمد نے اپنی مسند ۲/۵۰ اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں ۴/۴۳ کے اندر ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے)۔

اور آپ کا فرمان ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ کسی اور کی

مشابہت اختیار کرے (اسے ترمذی نے اپنی سنن کے اندر عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے ۷/۳۳۵).

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے (دیکھئے سنن ابی داود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ۴/۵۹).

اور اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جو چیزیں بالخصوص کفار کی عادات سے متعلق ہیں تو ہمارے لئے ان کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے انجام دینا ناجائز ہے اس لئے کہ ان سے ظاہری طور پر مشابہت اختیار کرنے سے اندرونی طور پر ان سے محبت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ میں سے جو بھی ان میں سے دوستی کرے وہ بے شک انہیں میں سے ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا'' (المائدہ: ۵۱) اور ان سے دوستی کرنا ان سے محبت کرنا ہے اور ان کے ساتھ محبت کرنے کا ایک مظہر ان کی مشابہت اختیار کرنا ہے اسی طرح جن عادات کا تعلق مردوں سے ہے عورتوں کا ان میں ان کی مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے.

سوال ۷۰: ایک مخصوص مدت تک کے لئے بالوں کو گھنگھریالا کروانا

کیسا ہے؟ کچھ عورتیں بیوٹی پارلرز جاتی ہیں اور ان بالوں کے اوپر ایسے مٹیریل (چیزیں) رکھواتی ہیں جن سے وہ بال چھ ماہ تک گھنگھریالا رہے، اس تعلق سے آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب ۷۰: ایسی کیفیت پر عورتوں کا اپنے بالوں کا گھنگرالا کرنا جائز ہے جس کے اندر کافر عورتوں سے مشابہت نہ ہو اور غیر محرم مردوں کے سامنے اسے ظاہر نہ کرے اور وہ خود اسے گھنگھرالا کرے یا اس کی کوئی عورت اسے گھنگھرالا کرے خواہ اس کا گھنگھرالا کرنا تھوڑی مدت کے لئے ہو یا طویل مدت کے لئے ہو خواہ اس کے اوپر جائز مادہ رکھ کر کے یا کسی اور طریقے سے ہو اور بیوٹی پارلر نہ جائے کیونکہ اس کا اس کے نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے اور برائی کے اندر واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور ان محلات کے اندر ملازمت کرنے والی غیر پابند شرع عورتیں یا پھر مرد ہوتے ہیں جن کے لئے اس کا اپنے بالوں کا کھولنا ناجائز ہے.

سوال ۷۱: کسی مخصوص رنگ جیسے سرخ، زرد، سفید، سنہرے رنگ سے بالوں کو ڈائی کرانا کیسا ہے، **تمیش الشعر** یعنی اس ماڈل کا حکم کیا ہے جو مغرب سے ہمارے یہاں در آیا ہے اور عورتوں نے اسے اپنا لیا ہے یعنی بالوں کی

مختلف لٹوں میں مختلف قسم کے کلر بھروانا جیسے سفید سیاہ اور سنہرے تاکہ وہ بال مختلف کلر کے دکھائی دیں؟

جواب ۷۱: بالوں کے رنگنے کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے:
بڑھاپے (کی سفیدی) کو تبدیل کرنے کے لئے کالے رنگ کے علاوہ مہندی اور نیل کا پتہ اور مٹیالہ رنگ اور زرد رنگ سے رنگنا جائز ہے جہاں تک اس کو سیاہ رنگ سے رنگنے کی بات ہے تو یہ ناجائز ہے. آپ ﷺ کا فرمان ہے اس بڑھاپے (سفیدی) کو بدل دو (امام احمد نے اس حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۳/۳۳۸) اور سیاہی سے اس کو بچاؤ (سنن نسائی ۸/۱۳۸).

اور یہ چیز مردوں اور عورتوں سب کے لئے عام ہے جہاں تک بڑھاپے (سفیدی) کے علاوہ دیگر کوئی بات ہے تو اسے اس کی ہیئت اور خلقت پر رکھا جائے گا اور اسے اس صورت میں تبدیل کیا جائے گا جب اس کا رنگ بدصورت ہو پس اس کی بدصورتی کو ختم کرنے کے لئے موزوں رنگ کا انتخاب کیا جائے گا، اور جہاں تک قدرتی بال کی بات ہے جس میں کوئی بدصورتی نہ ہو پس اسے اس کی کیفیت پر چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ اسے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اگر اس کا رنگنا درآئی ہوئی عادات اور کافر

عورتوں سے مشابہت کے لئے ہوتو اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے خواہ اسے ایک ہی کیفیت پر رنگا جائے یا مختلف رنگوں یعنی تمیش پر رنگا جائے.

سوال ۷۲: بالوں میں فیتے، پف اور کلپ لگانا کیسا ہے کہ جس سے سر کا دائرہ موٹا اور بڑا ہوجاتا ہے اور بالوں کے اندر زیادتی آجاتی ہے اور بسا اوقات ان سامانوں میں جانوروں اور آلات موسیقی کے نقش ونگار ہوتے ہیں؟

جواب ۷۲: بالوں کو اکٹھا کرکے ان چوٹیوں کے ذریعہ سر کے دائرے کو بڑا بنانا جائز نہیں ہے خواہ اسے سر کے کنارے پر جمع کیا جائے یا پورے سر پر جمع کیا جائے بایں طور کہ اس سے دوسر ظاہر ہونے لگے اور ایسا کرنے والوں پر سخت وعید آئی ہوئی ہے مقصد یہ ہو کہ ان کے سر اونٹوں کے کوہان کے مانند دکھائی پڑیں، اور بخت اونٹ کی وہ قسم ہے جس کے دو کوہان ہوتے ہیں اور وہ چوٹیاں جس سے سر کا حجم بڑا نہ دکھائی دے اور بالوں کو سنوارنے کے لئے اس کی ضرورت ہوتو بعض علماء کے یہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے شرح الزاد کے اندر فرماتے ہیں اور عورتوں کے موئے باف

سے اس کے جوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ قرامل وہ ریشم یا بالوں کے علاوہ دیگر کوئی چیز ہے جسے عورتیں اپنے سر میں باندھتی ہیں اور اختلاف سے بچتے ہوئے اس کا نہ استعمال کرنا ہی افضل ہے اس لئے کہ بعض علماء ان تمام قسم کی چیزوں سے منع کرتے ہیں اور جب ان کے اوپر جاندار تصویریں بنی ہوں، تو یہ ناجائز ہے اس لئے کہ لباس اور غیر لباس دونوں میں تصویروں کا استعمال ممنوع ہے اور لہو لعب کے ساز و سامان کو برباد کر دینا ہی بہتر ہے اور ان موباف کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے جن کے اندر جانوروں کی تصویریں اور لہو لعب کی شکلیں ہوتی ہیں ان سے لہو لعب کو پروان دینا اور ان کو استعمال کرنے اور ان کی یاد بسانے کی دعوت دینا ہے.

سوال ۷۳: کنارے سے سر کے بال کو بٹنے کا کیا حکم ہے جب کہ یہ بیچ سے نہ ہو؟

جواب ۷۳: عورت کے لئے ناجائز ہے کہ کنارے سے اپنے سر کے بال کو بٹے. شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دور میں کچھ عورتیں جو اپنے سر کے بال کو کنارے سے بٹ کر کے اور اسے اکٹھا کر کے چوٹی کے گوشہ میں لے آتی ہیں یا اسے انگریز عورتوں کی طرح سر کے اوپر کر لیتی ہیں

تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس کے اندر کافرعورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے ان کا کلام ختم ہوا (فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم ۱/۴۷).

سوال۴۷: پیچھے کی طرف سے بالوں کے کترنے کا کیا حکم ہے بایں طور کہ گھٹنے کے اوپر ہواور پیچھے سے تھوڑا سا لمبائی میں بالوں کے کناروں کو چھوڑ دیا جائے اور مخصوص ناموں پر بالوں کی کٹنگ کا کیا حکم ہے جیسے ڈائنا کٹنگ - یہ مشہور کافرہ عورت ہےاور لائن کٹنگ اور ماؤس کٹنگ اور اس طرح کی مختلف کٹنگ ہوا کرتی ہیں؟

جواب۴۷: عورت کے لئے ناجائز ہے کہ پیچھے سے اپنے بالوں کو کاٹے اور اس کے کناروں کو دراز چھوڑے اس لئے کہ اس کے اندر تشویہ (بدصورتی) اور اس بال کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے جو خوبصورتی کے لئے ہے اور مزید اس کے اندر کافرعورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اسی طرح مختلف شکلوں پر کٹنگ اور کافرعورتوں اور جانوروں کے نام پر کٹنگ ناجائز ہے جیسے ڈائنا کٹنگ جو ایک کافرہ عورت کا نام ہےاور شیر کٹنگ یا چوہا کٹنگ کیونکہ جانوروں اور کافرعورتوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہےاور اس کے اندر عورت کے اس بال کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے جو اس کی خوبصورتی کے لئے

ہے.

سوال ۷۵: بیوٹی پارلرز کی دکانوں میں کام کرنا اوراس کی قیمت سے کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۷۵: بیوٹی پارلرز کی دکانوں میں نوکری کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان دکانوں کی کمائی کھانا جائز ہے کیونکہ اس کے اندر فتنہ اور کافروں کی عادات کی ترویج اور عورتوں کو بے شرمی کی ٹریننگ دینا ہے اور بسا اوقات ان دکانوں میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو عورتوں کی پوشیدہ اعضاء کو دیکھنے کے خواہاں ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ان دکانوں کو فساد اور فحش کاری کی سربراہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے پس مسلم ذمہ داران کا اسلامی مما لک کے اندر ان دکانوں کو کھولنے سے منع کرنا واجب ہے.

سوال ۷۶: پلکوں کے بال کو اکھاڑنے اور اسے کم کرنے اور دونوں پلکوں کے درمیانی بال کو اکھاڑنا کیسا ہے؟

جواب ۷۶: پلکوں کے بالوں کا اکھاڑنا جائز نہیں ہے اور اس کا تعلق اس نمص سے ہے جس کے کرنے پر نبی ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور اس کا تعلق اللہ کی اس خلقت کو تبدیل کرنے سے ہے شیطان نے بنو آدم کو گمراہ

کرنے کی ذمہ داری لے رکھی ہے جس وقت شیطان نے کہا:
﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء:١١٩) اوراسی طرح پلکوں کے بال کو ہلکا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق نمص سے ہے، واللہ اعلم.

سوال ۷۷: دونوں پلکوں کے درمیان ہونے والے بال اور چہرہ کے اندر پائے جانے والے بال کو اکھاڑنا کیسا ہے؟

جواب ۷۷: جہاں تک پلکوں کے بالوں کو اکھاڑنے کی بات ہے تو کسی بھی طرح سے اس کا اکھاڑنا جائز نہیں نہ تو اسے نوچ کر کے اور نہ ہی کتر کے اور نہ ہی اسے ختم کر کے اور نہ ہی کسی اور طرح سے کیونکہ یہی نمص ہے جس کے کرنے پر نبی ﷺ نے لعنت بھیجی ہے پس نبی ﷺ نے نامصہ اور متنمصہ پر لعنت بھیجی ہے (دیکھئے صحیح مسلم ۳/۱۶۷۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث).

نامصہ اسے کہتے ہیں جو خود سے یا کسی اور سے بال کو کتر وائے اور متنمصہ جو اپنے علاوہ کسی اور سے یہ مطالبہ کرے کہ اس کے پلک سے اسے اکھاڑ دے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ جس معصیت پر لعنت بھیجی جائے اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے اور اس لئے کہ یہ اللہ کی

اس خلقت کوتبدیل کرنا ہے جس کے بارے میں اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ شیطانی عمل ہے: ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلقَ اللّٰهِ﴾ (النساء: ۱۱۹)''اور میں ان کوحکم دوں گا پس وہ اللہ کی خلقت کوتبدیل کر دیں گے''.

اور جہاں تک چہرہ کے بقیہ حصوں سے بال اکھاڑنے کی بات ہے تو علماء کی اصطلاح میں اسے حف کہا جاتا ہے پس اگر یہ چہرہ سے ہوتو اس کے اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں اگر وہ عادی ہونگاہ اس کی جانب نہ جاتی ہوتو اس کے اکھاڑنے کے حکم کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے اس سے منع کیا ہے اور اسے نمص کے اندر داخل مانا ہے اور بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور اگر چہرہ کی بدصورتی کا باعث نہ ہوتو احتیاط اور ذمہ سے بری ہونا اسے نہ اکھاڑنا ہے، بلکہ اسے چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ اسے اکھاڑنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے باقی رکھنے میں کوئی نقصان ہے.

سوال ۷۸: کیا دانتوں کوسیدھا کرنا اور آپس میں ایک دوسرے سے قریب کرنا جائز ہے تاکہ وہ دور دور نہ دکھیں؟

جواب ۷۸: اگر اس کی ضرورت ہے جیسے کہ دانتوں میں کوئی

بدصورتی ہو اور اسے درست کرنے کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر اس کی ضرورت نہ ہو تو یہ نا جائز ہے بلکہ دانتوں کو ریتنے اور خوبصورتی کی خاطر ان کے بیچ دوری پیدا کرنے پر ممانعت آئی ہوئی ہے اور اس تعلق سے وعید آئی ہوئی ہے کیونکہ یہ ایک طرح سے کھلواڑ اور اللہ کی بنائی ہوئی شکل کو تبدیل کرنا ہے اور اگر یہ چیز بطور علاج یا بدصورتی کو ختم کرنے یا اور کوئی حاجت ہو جیسے کہ انسان دانتوں کو درست اور صحیح کرانے کی صورت میں کھانا کھا سکتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۷۹: میں نے امام غزالی کی ایک کتاب کے اندر پڑھا ہے کہ سونا لٹکانے کے لئے بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنا (چھیدنا) جائز نہیں ہے اور جیسا کہ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ زخم تکلیف دہ ہوتا ہے اور اس کے مثل قصاص واجب ہے آپ ہمیں بتلائیں کہ اس سلسلے میں حکم شرعی کیا ہے؟ اور جب کہ بالخصوص ہمارے یہاں بہت ساری بچیاں اور بہت سارے لوگ اس طریقے کو استعمال کرتے ہیں؟

جواب ۷۹: بچی کے کان کو سوراخ کرنا اس کے کان میں زیور پہنانے کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور لوگ برابر یہ عمل کرتے رہے ہیں

یہاں تک کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں عورتیں اپنے کانوں میں اور دیگر جگہوں میں بغیر کسی نکیر کے زیورات پہنتی تھیں اور جہاں تک اس کے تکلیف پہنچانے کی بات ہے تو اس کا مقصد اس کی بھلائی ہے کیونکہ اسے زیورات کی حاجت ہے اور زینت کی ضرورت ہے پس اس مقصد کی بنا پر اور ضرورت کے پیش نظر کانوں کا سوراخ کرنا جائز ہے جس طرح کہ اس کے کان کو چھیدنا اور اسے پھاڑنا اس میں زیورات پہنانے کے لئے جائز ہے کیونکہ اس کا تعلق اس کی ضرورت سے ہے جب کہ اس سے کوئی بہت زیادہ تکلیف نہیں پہنچتی اور اس کے اوپر زیادہ اثر نہیں پڑتا، واللہ اعلم.

سوال ۸۰: دنیاوی معاملات کو لے کر میری اپنے شوہر کے ساتھ اَن بن ہوگئی اور میں نے چاہا کہ اپنے (خاندان) کے پہلو کو ترجیح دوں اس لئے کہ والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے، لیکن مجھے رسول اللہ کی ان احادیث نے باز رکھا جسے میں نے سنا ہے اور میں ان کی صحت کے متعلق نہیں جانتی ہوں اور انہی میں سے آپ کا یہ قول ہے جس کا مفہوم ہے کہ اگر میں کسی کو اللہ کے علاوہ سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے (دیکھئے سنن ابوداؤد

حضرت قیس بن سعد کی حدیث ۲/۲۵۰).

اور دوسری حدیث کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس عورت سے راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس سے اس کا شوہر راضی ہو جائے، اور میں نے جانبین میں اصلاح کرنے کی کوشش کی لیکن میں کسی صورت میں کامیاب نہ ہوسکی مجھے امید ہے کہ آپ مجھے رہنمائی فرمائیں کہ میں کس کا ساتھ دوں، میں ڈرتی ہوں کہ میرے والدین ناراض ہوں اور میں اللہ کو ناراض کروں اور میں اپنے شوہر کو ناراض کروں اور میں شوہر کے حق کو پورا کرنے والی مومن عورت نہ بن سکوں جس طرح کی محبت وہ چاہتا ہے میں امید کرتی ہوں کہ آپ ان کو نصیحت فرمائیں گے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس سے ان کو نفع پہنچائے؟

جواب۸۰: جہاں تک والد کا حق ہے تو اس کے واجب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور ایک تاکیدی حق ہے اور اس کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے بہت ساری آیات کے اندر حکم دیا ہے اور اسی طرح شوہر کا حق اس کی بیوی کے اوپر ایک واجبی اور تاکیدی حق ہے پس تمہارے والدین کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے شوہر کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے اوپر ہر ایک کے حق کا ادا کرنا واجب ہے مگر تم نے ان

دونوں کے درمیان نزاع کی بات جو ذکر کی ہے اور تم نہیں سمجھتی کہ کس کا ساتھ دو تو تمہارے لئے واجب ہے کہ حق کا ساتھ دو، پس اگر تمہارا شوہر حق پر ہو اور تمہارا باپ غلطی پر ہو تو تمہارا شوہر کے ساتھ رہنا اور اپنے والد کو نصیحت کرنا واجب ہے اور اگر معاملہ برعکس ہو اور تمہارا باپ حق پر ہو اور تمہارا شوہر غلطی پر ہو تو تمہارا اپنے والد کے ساتھ رہنا اور اپنے شوہر کو نصیحت کرنا واجب ہے اور ان دونوں میں سے غلطی پر رہنے والے کو نصیحت کرنا واجب ہے یہ باتیں تمہارے باپ اور تمہارے شوہر کے ساتھ نزاع پیدا ہو جانے کی صورت میں ہوگئیں اور ان دونوں کے بیچ اصلاح کرنے کی حتی المقدور کوشش کرو تاکہ تم بھلائی کی کنجی بنو اور تمہارے ہاتھوں یہ اختلاف اور یہ بگاڑ ختم ہو جائے اور اس کے اوپر تم کو اجر ملے، پس لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا اور خاص طور پر اقرباء کے درمیان اصلاح کرنا سب سے بڑی اطاعت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ "ان کے اکثر مصلحتی مشورے بے خیر ہیں ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرنے کا حکم دے (النساء:۱۱۴)."

اور جو نصیحت ہم جانبین کے لئے پیش کرر ہے ہیں وہ یہ کہ تم دونوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اسلامی بھائی چارے کا سلوک کرنا اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی قرابت اور صلہ رحمی کا خیال کرنا واجب ہے اور یہ کہ دونوں فریق آپسی نزاع کو فراموش کر دیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو درگزر کر دے پس یہی مسلمانوں کا معاملہ ہے اور وہ شیطان اور خواہش کے پیچھے نہ چلیں اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کریں.

سوال ۸۱: یہ بات معلوم ہے کہ حدیث کی رو سے بیوی کا اپنے شوہر کی اطاعت واجب ہے اور یہ بھی ہے کہ اطاعت کے امور میں اس کا اپنے والدین کی اطاعت بھی ہے پس اگر دونوں اطاعتیں آپس میں ٹکرا جائیں تو کیا حکم ہے کس کو مقدم کیا جائے گا؟

جواب ۸۱: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی اطاعت کے ضمن میں عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کرنے اور اپنے والدین کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر والد یا شوہر کی طرف سے کی جانے والی اطاعت میں خالق کی معصیت ہو رہی ہو تو یہ ناجائز ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اطاعت بھلائی کے امور میں ہے (اسے امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر حضرت علی بن ابو طالب

کی حدیث سے روایت کیا ہے ۱۰۶/۸).

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں (اسے امام احمد نے اپنی مسند کے اندر حکم بن عمرو غفاری کی سند سے اسی سے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا ہے ۲۲/۲ ۱۱اور اسے حاکم نے اپنی مستدرک کی اندر حضرت علی بن ابو طالب کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسے امام بغوی نے نواس بن سمعان کی حدیث سے شرح السنہ میں روایت کیا ہے: ۴۴/۱۰).

پس اگر شوہر اسے اس کے والدین کی نافرمانی اور معصیت پر ابھارتا ہو تو اس سلسلے میں اس کی اطاعت نہیں کرے گی، اس لئے کہ والدین کا حق شوہر کے حق پر مقدم ہے پس اگر وہ اس سے مطالبہ کرے کہ اپنے والدین کی نافرمانی کرو تو اس میں اس کی اطاعت نہیں کرے گی اس لئے کہ نافرمانی والدین معصیت ہے اور شرک کے بعد کبیرہ گناہوں میں سے ہے.

فہرست مضامین

مضامین | صفحات

فضیلۃ الشیخ کا پیغام مسلمان عورت کے نام ۲
لڑکی کے ختنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۴
حائضہ عورت کا قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ ۴
ماہ رمضان میں حمل والی عورت اور دودھ پلانے والی عورت کا افطار کرنے
کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۶
نماز کی تکبیروں کے متعلق کیا مردوں اور عورتوں کے بیچ فرق ہے ۸
پیغام نکاح دینے والے کا ٹیلیفون پر اپنی مخطوبہ کے ساتھ بات چیت کرنا ۱۱
عورتیں جب نماز کے لئے مسجد کو جائیں تو ان کی صف بندی کس جگہ ہو ۱۱
عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنا ۱۳
گزشتہ مسئلہ کی تکمیل ۱۴
عورتیں گھر میں نماز اذان ہونے کے بعد پڑھیں یا اقامت کے بعد ۱۵
دوران نماز عورت کی ہتھیلی اور اس کے پیروں کا ظاہر ہونا ۱۶
عورت کا تنگ لباس میں نماز ادا کرنا ۱۷
کسی عورت کا عورتوں کی امامت کروانا ۱۷
گزشتہ مسئلہ کی تکمیل ۱۸
جو سنت کی فضیلت کو پانے کے لئے حرم چھوڑ کر اسے گھر میں ادا کرے ۱۸
عورت کی نماز تراویح گھر میں بہتر ہے یا مسجد میں؟ ۱۹

گزشتہ مسئلہ کی تکمیل ۲!
اسقاط حمل کے بعد عورت کی شرمگاہ سے خون کا رسنا ۲!
عورت کا رمضان اور اس کے علاوہ دنوں میں امامت کروانا ۲۱
بچوں کو ساتھ میں مسجد لے جانا ۲۲
مسجد میں دنیاوی امور کے بارے میں بات چیت کرنا ۲۳
عورت کا مسجد یا لیکچر ہال جانا ۲۳
زغرطہ کیا ہے؟ ۲۵
خوبصورت آواز والے امام کی تلاش میں مسجدوں کا چکر لگانا ۲۵
زیورات کے اندر زکوۃ اور اس کی مقدار ۲۷
روزہ کی نیت کر لینے کے بعد رکا ہوا خون ۲۸
رمضان میں غسل کر لینے کے بعد فجر کے بعد جو عورت خون دیکھے ۲۹
جس عورت نے روزہ رکھا پاک ہوئی پھر دوبارہ اسے خون آ گیا ۳!
بالغ ہو جانے کے بعد جس عورت نے روزے چھوڑے جب کہ وہ...... ۳۱
رمضان میں حیض آ جانے کی بنا پر جو عورت چھوٹے ہوئے روزوں...... ۳۲
دوسرے کی جان کی حفاظت میں جو روزہ افطار کر لے ۳۳
رمضان کے دنوں میں جو عورت اپنے شوہر کو بوسہ دے ۳۴
نوجوانوں کا دوشیزاؤں کو پیغام نکاح دینا ۳۴
ماہواری کا وقت ہو جانے کے بعد جس عورت کو حیض نہ آئے ۳۵
جس عورت نے بغیر محرم کے حج کیا ۳۶

عورت کا اپنی سگی بہن کے سوہر (بہنوئی) کے ساتھ حج کرنا ۳۷
دروان حج عورت کا چہرہ کھولنا ۳۷
مناسک حج کی ادائیگی کے لئے عورت کا مخصوص قسم کے لباس پہننا ۴۱
عورت کا دستانہ پہن کر حج کرنا اور نماز ادا کرنا ۴۱
مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں عورت کا طواف کرنا ۴۲
دوران حج مرد کا اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا ۴۲
میت کی جانب سے حج کرنا ۴۳
پیغام نکاح دینے والے کا ٹلیفون پر اپنی مخطوبہ سے بات چیت کرنا ۴۴
عنوسہ (مایوس پن) اور اسے ختم کرنا ۴۵
عورت کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا اور دوستی کے نام پر
نوجوانوں کا دوشیزاؤں سے ٹیلیفون پر ہم کلام ہونا ۴۶
جو عورت اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے ۴۷
جس عورت کا شوہر اس سے خوش روئی سے نہ ملے...... ۴۷
شوہر کا عورت کو اس کے اقارب کی زیارت کرنے سے روکنا ۵۱
گزشتہ مسئلہ کی وضاحت اور تکمیل ۵۲
تحفۂ مولود اور نئے گھر میں داخل ہونے کا تحفہ ۵۳
جس عورت نے اپنے سکے بھائی کو دودھ پلایا اس کے بارے میں...... ۵۴
آپسی جھڑپ میں جس نے اپنی بیوی کے دانت توڑ ڈالے ۵۴
جس عورت نے اپنے شوہر کو زہر دینا چاہا پر اس کی بیٹی نے اسے پی لیا ۵۶

عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے سے پردہ کرنا	٥٨
عورت کا عورتوں کے سامنے تنگ لباس پہننا	٥٩
عورت کا اپنے بچوں کے سامنے چست لباس پہننا	٦١
نماز میں پینٹ یا صاف شفاف کپڑے پہننا	٦١
تنگ قسم کے پینٹ زیب تن کرنا	٦١
شرعی نقاب کا حکم	٦٣
عورت کا بقیہ جسم کی پردہ پوشی کرتے ہوئے صرف چہرہ کھولنا	٦٤
نابینا استاد کے سامنے عورت کا چہرہ کھولنا	٦٩
اقرباء کی زیارت کے لئے یا سروس کی نیت سے نکلتے وقت خوشبو لگانا	٧١
بازار میں خصوصی انداز سے عورت کا ہاتھوں کو کھولنا	٧٢
کپڑوں اور خوبصورتی کے لئے بہت سارے مال خرچ کرنا	٧٢
عورت کا طویل کپڑے پہننا اور پاؤں میں موزے پہننا	٧٤
زینت کے طور پر رنگین عینک کا استعمال	٧٥
بیوٹی پارلرز میں عورت کا بال چھانٹنا......	٧٥
مغربی انداز میں بالوں کی مخصوص کٹنگ	٧٧
بال کو گھنگھریالا کروانا	٨١
بالوں کی ڈائی......	٨١
جانوروں یا ڈھول طبلے کی شکل بنا کر فیتے......	٨٢
کنارے سے بال کی چوٹی بنانا اور بیچ سے نہ بنانا	٨٣

سر کے پیچھے سے مخصوص نام دے کر بالوں کی کٹنگ ۸۴
بیوٹی پارلرز میں نوکری کرنا اور اس کی کمائی کھانا ۸۵
پلکوں کے بال اکھاڑنا یا ان کو ہلکا کرانا ۸۵
گزشتہ مسئلہ کی تکمیل ۸۶
دانتوں کو سیدھا کرانا ۸۷
بچیوں کے کان چھیدنا ۸۸
شوہر اور اس کے گھر والوں کے بیچ مت بھید ہو جانے پر عورت کس کا ساتھ دے ۸۹
جب شوہر اور والدین کی اطاعت میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے تو عورت کس کا کہنا مانے ۹۲
فہرست مضامین ۹۴ تا ۹۸

مطبعة النرجس التجارية
NARJIS PRINTING PRESS
تلفون : ٢٣١٦٦٥٤ / ٢٣١٦٦٥٣
فاكس : ٢٣١٦٨٦٦ الرياض